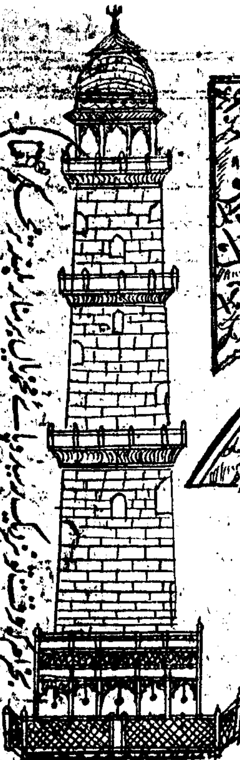
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکٰفرون

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اسکے بعد جو شخص کافر پر تلوار اُٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے



الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی | دو اہی شفا بینی عرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ
عام سے ؏
خواص ومعاونین سے ۵؎
ہندوستان سے باہر سے
غیر مذاہب والوں سے ۱۲؎
اپنے سلسلہ کے غیر مستطیع لوگوں سے ۱۲؎

جلد ۸ | دار الامان قادیان ۳۱ جنوری ۱۹۰۴ء | نمبر ۴

میرا کام

از حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بہر دم از دل وجان وصف یار خود بکنم
من آن نیم کہ تغافل ز کار خود بکنم
بہر زمان بدلم این ہوس ہمی جوشد
کہ ہر چہ ہست نثار نگار خود بکنم
اگرچہ در رہ جاناں چو خاک گردیدم
دلم تپد کہ فدا ایش غبار خود بکنم
روم بگلشن دلدادگاں کز اں با عشر
چہ ایکو چہ غیرے قرار خود بکنم
رسید مژدہ کہ ایام نو بہار آمد
زمانہ را خبر از برگ و بار خود بکنم
تعلقات دلآرام خویش بنمایم
ہمائے اوج سعادت شکار خود بکنم
بگوش ہوش شنو از من اے مکفر من
کہ من گواہ بدیں کردگار خود بکنم
ز فکر نفرقہ بازہ آ باشتی پروانہ
وگرنہ گریہ بر عمر گسار خود بکنم
عمارت ہمہ دوناں خراب خواہم ساخت
اگر ز چشم رواں آبشار خود بکنم
مقیم برہ راہے نشستہ ام ہر دم
کہ تا گذارش عرضے بیار خود بکنم
بروے یار کہ از بہر قومے سوزم
مگر دلش چو دلِ ریش ذرہ خود بکنم

کلمات طیبات یا ملفوظات امام الزمان حضرت احمدیہ

علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ

تتمہ تقریر ۲۶ دسمبر ۱۹۰۳ء

یہ خون کبھی خالی نہیں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسکے مصالح اور حکمتوں کو خوب جانتا ہے لیکن جہاں تک پیشگوئی کے الفاظ پر غور کرتا ہوں آمیں عسیٰ ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم ایک ہی بڑی تسلی اور اطمینان کی بات ہے کہ جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ اس خون کے بہت بڑے بڑے نتائج پیدا ہونے والے ہیں میں جانتا ہوں اور اسپر افسوس بھی کرتا ہوں کہ جس قسم کا نمونہ صدق اور وفا کا عبد اللطیف نے دکھلایا ہے اس قسم کے ایمان کے لیے میرا کانشنس فتویٰ نہیں دیتا کہ ایسے لوگ میری جماعت میں بہت ہیں اسلیے میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سبکو اس قسم کا اخلاص اور صدق عطا کرے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کریں اور خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان کو عزیز نہ سمجھیں میں ابھی جماعت میں بزدلی کو دیکھتا ہوں اور جب تک یہ بزدلی دور نہ ہو اور عبد اللطیف کا سا ایمان پیدا نہ ہو یقیناً یاد رکھو کہ وہ اس سلسلہ میں داخل نہیں ہے بلکہ وہ یُخادعون اللّٰہ

میں داخل ہے۔ مومنوں میں وہ اُسوقت داخل ہوں گے جب وہ اپنی نسبت یقین کر لیں گے کہ ہم مر رہے ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جب دشمنوں کے مقابلہ پر جاتے تھے وہ ایسے معلوم ہوتے تھے کہ گویا گھوڑوں پر مُردے سوار ہیں۔ اور وہ سمجھتے تھے کہ ان کو موت ہی اس میدان سے الگ کریگی۔

اللہ تعالیٰ لاف وگزاف کو پسند نہیں کرتا وہ دل کی اندرونی حالت کو دیکھتا ہے کہ اسمیں ایمان کا کیا رنگ ہے جب ایمان قوی ہو تو استقامت اور استقلال پیدا ہوتا ہے اور پھر انسان اپنی جان و مال کو ہرگز اس ایمان کے مقابلہ میں عزیز نہیں رکھ سکتا۔ اور استقامت ایسی چیز ہے کہ اس کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ لیکن جب استقامت ہوتی ہے تو پھر انعامات الٰہیہ کا دروازہ کھلتا ہے دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں مکالمات الٰہیہ کا شرف بھی دیا جاتا ہے یہانتک کہ استقامت والے سے خوارق کا صدور ہونے لگتا ہے ظاہری حالت اگر اپنی جگہ کوئی چیز ہوتی اور اسکی قدر وقیمت ہوتی تو ظاہرداری میں تو سب کے سب شریک ہیں۔ عام مسلمان نمازوں میں ہمارے ساتھ شریک ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک شرف اور بزرگی اندرونہ سے ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لیے فرمایا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور بزرگی ظاہری نماز اور اعمال سے نہیں ہے بلکہ اسکی فضیلت اور بزرگی اس چیز سے ہے جو اسکے

دل میں ہے۔ حقیقت میں یہ بات بالکل سچی ہے کہ شرافت اور قبولیت کی بات یہی ہے مثلاً ایک شخص کے دو خدمتگار ہوں اور ان میں سے ایک خدمتگار تو ایسا ہو جو ہر وقت حاضر رہے اور بڑی جانفشانی سے ہر ایک خدمت کے کرنے کو حاضر اور طیار رہے اور دوسرا ایسا ہے کہ کبھی کبھی آجاتا ہے ان دونوں میں بہت بڑا فرق ہے جو ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے آقا بھی سمجھ جاتا ہے کہ یہ محض ایک مزدور ہے جو دن پورے ہو جانے پر تنخواہ لینے والا ہے اور اسی کیلیے کام کرتا ہے اب صاف ظاہر ہے کہ اسکے نزدیک قدر وقیمت اور محبت اسی سے ہوگی جو محنت اور جانفشانی سے کام کرتا ہے نہ کہ اس مزدور سے۔

"یہی یاد رکھو کہ وہ چیز جو انسان کی قدر و قیمت کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑھاتی ہے وہ اسکا اخلاص اور وفاداری ہے۔ جو وہ خدا تعالیٰ سے رکھتا ہے ورنہ مجاہدات خشک سے کیا ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیکھا گیا ہے کہ ایسے لوگ بھی مجاہدات کرتے تھے جو چھت سے رسہ باندھ کر آپکو ساری ساری رات جاگنے کے لیے لٹکا رکھتے تھے۔ لیکن کیا وہ ان مجاہدات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہو گئے تھے؟ ہرگز نہیں۔

نامرد بزدل بیوفا جو خدا تعالیٰ سے اخلاص اور وفاداری کا تعلق نہیں رکھتا بلکہ دغا دینے والا ہے وہ کس کام کا ہے اسکی کچھ قدر وقیمت نہیں ہے۔ ساری قیمت اور قدر وفا اور صدق سے ہوتا ہے۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔ بسم تعم

جو شرارت اور درجہ ملا وہ کس بنا پر ملا؟ قرآن شریف نے فیصلہ کر دیا ہے **ابراھیم الذی وفیٰ**۔ ابراہیم وہ ہیں نے جس نے ساتھ وفاداری کی۔ آگ میں ڈالے گئے مگر انھوں نے اسکو منظور نہ کیا کہ وہ اُن کا فرونکو کہدیتے کہ تمھارے ٹھاکروں کی پوجا کرتا ہوں خدا تعالیٰ کے لیے ہر تکلیف اور مصیبت کو برداشت کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ خدا تعالیٰ نے کہا کہ اپنی بیوی کو بے آب و دانہ جنگل میں چھوڑ آ۔ انھوں نے فی الفور اسکو قبول کر لیا۔ ہر ایک ابتلاکو انھوں نے اسطرح پر قبول کر لیا کہ گویا **عاشق** **وصابر تھا**۔ درمیان میں کوئی نفسانی غرض نہ تھی اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتلا پیش آئے۔ خویش و اقارب نے ملکر ہر قسم کی ترغیب دی کہ اگر آپ مال و دولت چاہتے ہیں تو ہم دینے کو طیار ہیں اور اگر آپ بادشاہت چاہتے ہیں تو اپنا بادشاہ بنا لینے کو طیار ہیں اگر بیویوں کی ضرورت ہے تو خوبصورت بیویاں دینے کو موجود ہیں۔ مگر آپ کا جواب یہی تھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے تمھاری شرک کے دور کرنے کے واسطے مامور کیا ہے۔ مصیبت اور تکلیف تم دینی چاہتے ہو دے لو۔ میں اس سے رک نہیں سکتا۔ کیونکہ یہ کام جب خدا نے میرے سپرد کیا ہے پھر دنیا کی کوئی ترغیب اور خوف مجھکو اس سے ہٹا نہیں سکتا۔ آپ جب طائف کے لوگوں کو تبلیغ کرنے گئے تو ان خبیثوں نے آپ کے پتھر مارے جس سے آپ دوڑتے دوڑتے گر جاتے تھے۔ لیکن ایسی مصیبتوں اور تکلیفوں نے آپ کو اپنے کام سے نہیں روکا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صادقوں کے لیے کیسی مشکلات اور مصائب کا سامنا ہوتا ہے اور کیسی مشکل گھڑیاں اُنپر آتی ہیں۔ مگر باوجود مشکلات کے ان کی قدر شناسی کا بھی ایک دن مقرر ہوتا ہے اُسوقت اُن کا صدق روز روشن کی طرح کھل جاتا ہے اور ایک دنیا اُنکی طرف دوڑتی ہے۔

عبداللطیف کے لیے وہ دن جو اُسکی سنگساری کا دن تھا کیسا مشکل تھا وہ ایک میدان میں سنگسار کے لیے لایا گیا اور ایک خلقت اس تماشا کو دیکھ رہی تھی۔ مگر وہ دن اپنی جگہ کسقدر قدر و قیمت رکھتا ہے اگر اس کی باقی ساری زندگی ایکطرف ہو اور وہ دن ایک طرف تو وہ دن قدر و قیمت میں بڑھ جاتا ہے۔ زندگی کے یہ دن بہر حال گذر ہی جاتے ہیں اور اکثر بہایم کی زندگی کی طرح گذرتے ہیں۔ لیکن مبارک وہی دن ہے جو خدا تعالیٰ کی محبت و وفا میں گذرے فرض کرو کہ ایک شخص کے پاس لطیف اور عمدہ غذائیں کھانے کے لیے اور خوبصورت بیویاں اور عمدہ عمدہ سواریاں سوار ہونے کو رکھتا ہے بہت سے نوکر چاکر ہر وقت خدمت کے لیے حاضر رہتے ہیں مگر ان سب باتوں کا انجام کیا ہے؟ کیا یہ لذتیں اور آرام ہمیشہ کے لیے ہیں ہر گز نہیں انکا انجام

آخر فنا ہے۔

مردانہ زندگی یہی ہے کہ اس زندگی پر فرشتے بھی تعجب کریں۔ وہ ایسے مقام پر کھڑا ہو کہ اسکی استقامت اخلاص اور وفاداری تعجب خیز ہو۔ خدا تعالیٰ نامرد کو نہیں چاہتا اگر زمین و آسمان بھی ظاہری اعمال سے بھر دیں لیکن ان اعمال میں **وفا نہ ہو** تو انکی کچھ بھی قیمت نہیں کتاب اللہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جب تک انسان صادق اور وفادار نہیں ہوتا۔ اسوقت تک اُسکی نمازیں بھی جہنم ہی کو لیجانے والی ہوتی ہیں۔ جب تک پورا وفادار اور مخلص نہ ہو ریاکاری کی جڑ اندر سے نہیں جاتی ہے۔ لیکن جب پورا وفادار ہو جاتا ہے اسوقت اخلاص اور صدق آتا ہے اور وہ زہریلا مادہ نفاق اور بزدلی کا جو پہلے پایا جاتا ہے دور ہو جاتا ہے۔

اب وقت تنگ ہے میں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ کوئی جوان یہ بھروسہ نہ کرے کہ اٹھارہ یا اُنیس سال کی عمر ہے اور ابھی بہت وقت باقی ہے۔ تندرست اپنی تندرستی اور صحت پر ناز نہ کرے اسی طرح اور کوئی شخص جو عمدہ حالت رکھتا ہے وہ اپنی وجاہت پر بھروسہ نہ کرے۔ زمانہ انقلاب میں ہے یہ آخری زمانہ ہے اللہ تعالیٰ صادق اور کاذب کو آزمانا چاہتا ہے۔

اسوقت صدق و وفا کے دکھانے کا وقت ہے اور آخری موقعہ دیا گیا ہے۔ یہ وقت پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ یہ وہ وقت ہے کہ تمام نبیوں کی پیشگوئیاں یہاں آکر ختم ہو جاتی ہیں اس لیے صدق اور **خدمت**

کا یہ آخری موقع ہے جو نوع انسان کو دیا گیا ہے اب اسکے بعد کوئی موقع نہ ہوگا بڑا ہی بدقسمت وہ ہے جو اسموقع کو کھو دے

نرا زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے بلکہ کوشش کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو کہ وہ تمھیں **صادق** بنا دے۔ اسمیں کاہلی اور سستی سے کام نہ لو بلکہ مستعد ہو جاؤ اور اس تعلیم پر جو میں پیش کر چکا ہوں عمل کرنیکے لیے کوشش کرو۔ اور اس راہ پر چلو جو میں نے پیش کی ہے عبداللطیف کے نمونہ کو ہمیشہ مد نظر رکھو کہ اس نے کسطرح پر صادقوں اور وفاداروں کی علامتیں کسطرح ظاہر ہوئی ہیں۔ یہ نمونہ خدا تعالیٰ نے تمھارے لئے پیش کیا ہے۔

ہمیشہ سلتے رہو یہ دنیا چند روزہ

ہے ایکدن آنا ہے کہ نہ ہم ہونگے نہ تم

اور نہ کوئی اور اور یہ سب جنگل ویرانہ ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدینہ کی کیا حالت ہو گئی۔ ہر ایک حالت میں تبدیلی ہے پس اس تبدیلی کو مد نظر رکھو اور آخری وقت کو ہمیشہ یاد رکھو آنے والی نسلیں آپ لوگوں کا منہ دیکھیں گی اور یہی نمونہ کو دیکھیں گی۔ اگر تم پورے طور پر اپنے آپ کو اس تعلیم کا عامل نہ بناؤ گے تو گویا آنیوالی نسلوں کو تباہ کروگے۔ انسان کی فطرت میں نمونہ پرستی ہے وہ نمونہ سے بہت جلد سبق لیتا ہے ایک شرابی اگر کہے کہ شراب نہ پیو یا ایک زانی کہے کہ زنا نہ کرو۔ ایک چور دوسرے کو کہے کہ چوری نہ کرو تو ان کی نصیحتوں سے دوسرے کیا فائدہ اُٹھائیں گے بلکہ وہ تو کہیں گے کہ بڑا ہی خبیث ہے وہ جو خود کرتا ہے اور دوسروں کو اس سے منع کرتا ہے۔ جو لوگ خود ایک بدی میں مبتلا ہو کر اسکا وعظ کرتے ہیں وہ دوسرونکو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ دوسرونکو نصیحت کرنے والے اور خود عمل نہ کرنے والے بے ایمان ہوتے ہیں اور اپنے واقعات کو چھوڑ جاتے ہیں۔ ایسے واعظوں سے دنیا کو بہت بڑا نقصان پہونچتا ہے۔

ایک مولوی کا ذکر ہے کہ اُسنے ایک مسجد کا بہانہ کرکے ایک لاکھ روپیہ جمع کیا ایک جگہ وہ وعظ کر رہا تھا اُسکے وعظ سے متاثر ہو کر ایک عورت نے اپنی پازیب اُتار کر اُسکو چندہ میں دیدی مولوی صاحب نے کہا کہ اے نیک عورت کیا تو چاہتی ہے کہ تیرا دوسرا پاؤں جہنم میں جاوے اُسنے فی الفور دوسری پازیب بھی اُتار کر دیدی۔ مولوی صاحب کی بیوی بھی اس وعظ میں موجود تھی اسکا اُسپر بھی بڑا اثر ہوا اور جب مولوی صاحب گھر میں آئے تو دیکھا کہ انکی عورت روتی ہے اور اُسنے اپنا سارا زیور مولوی صاحب کو دیدیا کہ اسے بھی مسجد میں لگا دو۔ مولوی صاحب نے کہا کہ تو کیوں ایسا دیتی ہے یہ تو صرف چندہ کی تجویز تھی اور کچھ نہ تھا

غرض

ایسے نمونوں سے دنیا کو بہت بڑا نقصان پہونچا ہے ہماری جماعت کو ایسے باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ تم ایسے نہ بنو چاہیے کہ تم ہر قسم کے جذبات سے بچو۔ ہر ایک اجنبی جو تمکو ملتا ہے وہ تمھارے منہ کو تاڑتا ہے اور تمھارے اخلاق عادات۔ استقامت پابندی احکام الٰہی کو دیکھتا ہے کہ کیسے ہیں۔ اگر عمدہ نہیں تو وہ تمھارے ذریعہ ٹھوکر کھاتا ہے بس ان باتوں کو یاد رکھو

تم کلامہ المبارک۔

اس کے بعد حضرت حجۃ اللہ علی الارض علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے اور بعد ادائے نماز عصر گھر کو تشریف لے آئے۔ (ایڈیٹر)

جناب قاضی آل احمد صاحب رئیس امروہہ نے دریافت کیا کہ

دلائل الخیرات اور دیگر وظایف کی نسبت امام الوقت کی رائے

کیا کہ دلائل الخیرات جو ایک کتاب وظیفہ کی ہے اگر اُسے پڑھا جاوے تو کچھ حرج تو نہیں کیونکہ اُس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف ہی ہے اور اسمیں آنحضرت ؐ کی ہی جابجا تعریف ہے۔

فرمایا کہ انسان کو چاہیے کہ قرآن شریف کثرت سے پڑھے جب اس میں دعا کا مقام آوے تو دعا کرے اور خود بھی خدا سے وہی چاہے جو اُس دعا میں چاہا گیا ہے اور جہاں عذاب کا مقام آوے تو اس سے پناہ مانگے اور ان بداعمالیوں سے بچے جس کے باعث وہ قوم تباہ ہوئی۔ بلا ددوی کی ایک بالائی منصوبہ جو کتاب اللہ کے ساتھ ملایا کر وہ اُس شخص کی ایک رائے ہے جو کہ کبھی باطل بھی ہوتی ہے اور ایسی رائے جس کی مخالفت احادیث میں موجود ہو۔ وہ محدثات میں داخل ہوگی رسم اور بدعات سے پرہیز بہتر ہے اس سے رفتہ رفتہ شریعت میں تصرف شروع ہو جاتا ہے۔ بہتر طریق یہ ہے کہ ایسے وظائف میں جو وقت اُسنے صرف کرنا ہے وہی قرآن شریف کے تدبر میں لگا دے۔ دل کی اگر سختی ہو تو اسکے نرم کرنے کے لیے یہی طریق ہے کہ قرآن شریف کو ہی بار بار پڑھے جہاں جہاں دعا ہوتی ہے وہاں مومن کا بھی دل چاہتا ہے کہ یہی رحمت الٰہی میرے شامل حال ہو۔ قرآن شریف کی مثال ایک باغ کی ہے کہ ایک مقام سے انسان کسی قسم کا پھول چنتا ہے پھر آگے چلکر اور قسم کا پھول چنتا ہے پس چاہیے کہ ہر ایک مقام کے مناسب حال فائدہ اُٹھاوے۔ اپنی طرف سے الحاق کی کیا ضرورت ہے ورنہ پھر سوال ہوگا کہ تم نے ایک نئی بات کیوں بڑھائی۔ خدا کے سوا اور کسکی طاقت ہے کہ کہے کہ فلاں راہ سے اگر سورہ یٰس پڑھو گے تو برکت ہوگی ورنہ نہیں

قرآن شریف سے اعراض کی صورتیں

قرآن شریف سے اعراض کی دو صورتیں ہوتی ہیں ایک صوری اور ایک معنوی صوری یہ کہ کبھی کلام الٰہی کو پڑھا ہی نہ جاوے۔ جیسے اکثر لوگ مسلمان کہلاتے ہیں مگر وہ قرآن شریف کی عبارت تک سے بالکل غافل ہیں۔ اور ایک معنوی کہ تلاوت تو کرتا ہے مگر اس کے برکات و انوار و رحمت الٰہی پر ایمان نہیں ہوتا۔ پس دونوں اعراضوں میں سے کوئی اعراض ہو اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔

امام جعفرؑ کا قول ہے واللہ اعلم کہاں تک صحیح ہے کہ میں اسقدر کلام الٰہی پڑھتا ہوں کہ ساتھ ہی الہام شروع ہو جاتا ہے مگر بات معقول معلوم ہوتی ہے کیونکہ ایک جنس کی شے دوسری شے کو اپنی طرف کشش کرتی ہے۔

ہے اس زمانہ میں لوگوں نے صدہا حاشیے چڑھا رکھے ہیں شیعوں نے سنیوں سے الگ - ایک دفعہ ایک شیعہ نے میرے والد صاحب سے کہا کہ میں ایک نسخہ بتلاتا ہوں وہ پڑھ لیا کرو تو پھر طہارۃ اور وضو وغیرہ کی ضرورت نہیں ہوگی - اسلام میں کفر بدعۃ زندقہ الحاد وغیرہ اسیطرح آئے ہیں ایک شخص واحد کے کلام کو اسقدر عظمۃ دیگئی جسقدر کلام الٰہی کو عظمت دی جانی چاہیے تھی۔ صحابہ کرام اسی لیے احادیث کو قرآن سے کم درجہ پر جانتے تھے ایکدفعہ حضرت عمرؓ فیصلہ کرنے لگے تو ایک بڑھیا عورۃ نے کہا کہ حدیث میں آیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ میں ایک بڑھیا کے لیے کتاب اللہ کو ترک نہیں کرسکتا - ایسی باتوں کے جنکے ساتھ وحی الٰہی کی کوئی مدد نہیں وہی عظمۃ دیجاوے تو پھر کیا نتیجہ ہو - مسیح کی حیات کی نسبت جو اقوال ہیں اگر انکو بھی صحیح مان لیا جاوے تو وہ ... شریعت کے بالکل مخالف ہیں۔

مسیح موعود کی ندا مغربی دنیا میں

ایک انگریزی اشتہار مغربی دنیا میں حضرۃ حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ایک نشان کے ذریعہ اتمام حجت کی خاطر شائع کیا گیا تھا - انڈیا میں اس کی ایک بھی کاپی شائع نہیں ہوئی - اس کا وہ حصہ جو عام ہے رفاہ عام کیخاطر ذیل میں درج کیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنی جماعۃ کے ایمان بڑھانے کا موجب ہو - ایڈیٹر

زمین جب گناہ اور شرک سے آلودہ ہوجاتی ہے جو انسان کی پیدائش کی اصل غرض ہے تب خدا کی رحمت تقاضا کرتی ہے کہ ایک کامل الفطرۃ انسان اپنی ذات سے پاک تعلق بخشکر اور اپنے مکالمہ سے اسکو مشرف کرکے اور اپنی محبت میں اسکو انتہا تک پہونچا کر اُسکے ذریعہ سے دوبارہ زمین پاک صاف کرے - انسان خدا تو نہیں ہوسکتا مگر بڑے بڑے تعلقات اُس سے پیدا کرلیتا ہے جب وہ بالکل خدا کے لیے ہوجاتا ہے اور اپنے تئیں صاف کرتا اور ایک صاف آئینہ کیطرح بنجاتا ہے تب اُس آئینہ میں عکسی طور پر خدا کا چہرہ نمودار ہو جاتا ہے - اس صورت میں وہ بشری اور خدائی صفات میں ایک مشترک چیز بنجاتا ہے اور کبھی اُس سے صفات الٰہیہ صادر ہوتی ہیں کیونکہ اُسکے آئینہ وجود میں خدا کا چہرہ منعکس ہے - اور کبھی اس سے بشری صفات صادر ہوتی ہیں کیونکہ وہ بشر ہے - اور ایسے انسان کو دیکھنے والے کبھی دھوکا کھا کر اور صرف ایک پہلو کا کرشمہ دیکھکر اُنکو خدا سمجھنے لگتے ہیں اور دنیا میں مخلوق پرستی اسی وجہ سے آتی ہے اور صدہا انسان اسی دھوکہ سے خدا بنائے گئے ہیں مگر ہمارے اس زمانہ میں جس قدر عیسائیوں کا وہ فرقہ جو حضرت مسیح کو خدا جانتا ہے اس دھوکہ میں مبتلا ہے اسقدر کوئی اور قوم مبتلا نہیں - مسیح سے صدہا برس پہلے جو لوگ خدا بنائے گئے تھے جیسے راجہ رامچندر - راجہ کرشن - گوتم بدھ ہمارے اس زمانہ میں اُن کے پیرو متنبہ ہوتے جاتے ہیں کہ یہ اُن کی غلطیاں تھیں - مگر افسوس حضرت مسیح کے پیرو اب تک اس زمانہ میں بھی خواہ نخواہ خدائی کا خطاب اُنکو دے رہے ہیں اگرچہ اس خیال کا بطلان ایسا بدیہی تھا کہ کسی دلیل کی ضرورت نہ تھی

مگر افسوس کہ عیسائی ابھی تک اس زمانہ کی ہوا سے دور بیٹھے ہیں بلکہ بعض لوگوں نے جب دیکھا کہ ایسے اغو خیالات کا زمانہ بھی دن بدن مخالف ہوتا جاتا ہے تو اُنھوں نے اپنی معمولی طریقوں سے مایوس ہوکر ایک نیا طریق اختیار کیا کہ کوئی ان میں سے الیاس بنگیا اور کسی نے کہ میں مسیح ابن مریم ہوں اور میں ہی خدا ہوں اس مجمل فقرہ سے مراد میری یہ ہے کہ **لنڈن** میں تو مسٹر **پگٹ** نے خدائی اور مسیحیت کا دعویٰ کیا اور **امریکہ** میں **مسٹر ڈوئی** الیاس بن بیٹھے اور پیشگوئی کردی کہ مسیح ابن مریم پچیس برس تک دنیا میں آجائیگا - دونوں میں فرق یہ ہے کہ ڈوئی نے تو بزدلی دکھلائی اور الیاس بننے میں بھی اپنی پردہ دری سے ڈرتا رہا اور مسیح نہ بنا بلکہ مسیح کا خادم بنا - اور پگٹ نے بڑی ہمت دکھلائی کہ خود مسیح بنگیا نہ صرف مسیح بلکہ خدا ہونے کا دعویٰ کیا - اب لنڈن والوں کو کسی بیماری آفت مصیبت کا کیا اندیشہ ہے جن کے شہر میں خدا اُترا ہوا ہے مگر میں نے سنا ہے کہ لنڈن میں کچھ **یہودی** بھی رہتے ہیں اس لیے بیشک یہ اندیشہ ہے کہ انکو طبعًا یہ خیال ہوا ہو کہ یہ تو وہی مسیح ہے جو صلیب سے بوجہ غشی کے غلطی کے ساتھ زندہ اُتارا گیا اور پھر موقعہ پاکر مشرقی بلاد کی طرف بھاگ گیا اور اب ایسے طور سے اسکو صلیب دیں کہ کام تمام ہو جاوے اور پھر کسی طرف بھاگ نہ سکے اور ساتھ ہی یہ فکر بھی ہے کہ مبادا عیسائیوں کو بھی خیال آجاوے کہ **پہلا کفارہ پرانا** اور بودا ہو چکا ہے اور شراب خواری اور فسق و فجور کی کثرت نے ثابت بھی کردیا ہے کہ اس کفارہ کی **تاثیر** جاتی رہی اس لیے اب ایک **نئے خون** کی ضرورت ہے - سو میں ہمدردی سے کہتا ہوں کہ مسٹر پگٹ کو ان سے چوکس رہنا چاہیے۔

الغرض ان دنوں میں جبکہ زمین میں ایسے ایسے جھوٹے اور ناپاک دعوے کیے گئے ہیں اس لیے خدا نے جس کے کام عجیب ہیں **مجھکو پنجاب کی سرزمین** میں پیدا کیا اور **میں جیساکہ خدا نے مجھے فرمایا وہ سچا مسیح ہوں جو آخری زمانہ میں آنے والا تھا** اور میں صرف اپنے منہ سے نہیں کہتا کہ میں مسیح موعود ہوں بلکہ وہ خدا جسنے زمین و آسمان بنایا میری **گواہی** دیتا ہے اُس نے اس گواہی کے پورا کرنے کے لیے صدہا نشان میرے لیے ظاہر کیے اور کررہا ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس کا فضل اُس مسیح سے بڑھکر مجھ پر ہے جو مجھ سے پہلے گذر چکا ہے۔ میرے آئینہ میں اسکا چہرہ اس سے زیادہ وسیع ہوکر منعکس ہوا ہے جو اُسکے آئینہ میں ہوا تھا - اگر میں صرف اپنے منہ سے کہتا ہوں تو میں جھوٹا ہوں لیکن اگر وہ میرے لیے گواہی دیتا ہے تو کوئی مجھے جھوٹا قرار نہیں دے سکتا

میرے لیے اسکی ہزارہا گواہیاں ہیں جنکو میں شمار نہیں کرسکتا

اے قادر اور کامل خدا جو ہمیشہ نبیوں سے ظاہر ہوتا رہا اور ظاہر ہوتا رہیگا یہ فیصلہ جلد کر کہ **پگٹ** اور **ڈوئی** کا جھوٹ لوگوں پر ظاہر کردے کیونکہ اس زمانہ میں تیرے عاجز بندے اپنے جیسے انسانوں کی پرستش میں گرفتار ہوکر تجھ سے بہت دور جا پڑے ہیں سو اے ہمارے **پیارے خدا** انکو اس مخلوق پرستی کے زہر سے رہائی بخش اور اپنے وعدوں کو پورا کر جو اس زمانہ کے لیے تیرے تمام نبیوں نے کیے ہیں - ان کا نٹوں میں سے ان زخمی لوگوں کو باہر نکال اور حقیقی نجات کے سرچشمہ سے انکو سیراب کر کیونکہ سب نجات تیری معرفۃ اور تیری محبت میں ہے **کسی انسان کے خون میں نجات نہیں**

اے رحیم کریم خدا ان کی مخلوق پرستی پر بہت زمانہ گذر گیا ہے اب انپر تو رحم کر اور ان کی آنکھیں کھول دے -

اے قادر اور رحیم خدا سب کچھ تیرے ہاتھ میں ہے اب تو ان بندوں کو اس اسیری سے رہائی بخش اور **صلیب اور خون مسیح کے خیالات** سے انکو بچالے۔

اے قادر کریم خدا ان کے لیے میری دعائیں سُن اور آسمان سے ان کے دلوں میں ایک نور نازل کرتا وہ تجھے دیکھ لیں لیکن کون خیال کرسکتا ہے کہ وہ تجھے دیکھیں گے کس کے ضمیر میں ہے کہ وہ مخلوق پرستی کو چھوڑ دینگے اور تیری آواز سنیں گے - پر اے خدا تو سب کچھ کرسکتا ہے تو نوح کے دنوں کی طرح **انکو ہلاک مت کر** کہ آخر وہ تیرے بندے ہیں بلکہ انپر رحم کر اور ان کے دلوں کو سچائی کے قبول کرنے کے لیے کھولدے - ہر ایک قفل کی تیرے ہاتھ میں کنجی ہے - جبکہ تو نے مجھے اس کام کے لیے بھیجا ہے - سو میں تیرے منہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں نامرادی سے مروں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جو کچھ اپنی **وحی** سے مجھے تو نے **وعدے** دیے ہیں ان وعدوں کو تو پورا کریگا ضرور کریگا کیونکہ تو ہمارا صادق خدا ہے -

اے میرے رحیم خدا اس دنیا میں میرا بہشت کیا ہے بس یہی کہ تیرے بندے مخلوق پرستی سے نجات پاجائیں سو میرا بہشت مجھے عطا کر اور ان لوگوں کے مردوں اور ان لوگوں کی عورتوں اور ان کے بچوں پر یہ حقیقت ظاہر کردے کہ وہ خدا جس کی طرف توریت اور دوسری پاک کتابوں نے بلایا ہے اس سے وہ بیخبر ہیں

اے قادر کریم میری سُن لے کہ تمام طاقتیں تجکو ہیں۔

آمین ثم آمین

ہم اور ہمارے ناظرین

ہم مفصلہ ذیل بزرگوں کے شکرگذار ہیں جنھوں نے دفتر الحکم کے ایک حصہ کے گرجانے پر خصوصیت سے مدد دی تھی - اگرچہ انھوں نے وہ امداد تعمیر دفتر الحکم کے فنڈ میں دی تھی مگر ہم انکی اس امداد سے انکی علمی خیرات کے صیغہ کو وسیع کر دیتے ہیں -

منشی عبدالعزیز صاحب نے میرٹھ سے ... اور منشی محمد اسماعیل صاحب نے منشی عبدالعزیز صاحب کی تحریک پر ... میرٹھ سے روانہ کیے تھے - ہم ان ... کے بالعوض صاحبان ممدوح کی طرف سے ۳ - ۵ اخبار ایسے لوگوں کے نام جاری کرینگے جو دو روپیہ پیشگی قیمت بھیجدیں پس یہ نادر موقع الحکم کے ان عاشقان زار کے لیے ہے جو اس کی پوری قیمت پر اسے خرید نہیں سکتے تھے - مگر یاد رہے کہ صرف فی الحال ایک سال کے لیے دو روپیہ سالانہ قیمت پر انکے نام اخبار جاری ہوگا اور اللہ تعالےٰ ہمارے ایسے معاونین کو نیک کاموں میں بہت کچھ مدد دینے کی توفیق عطا فرماوے آمین

جناب بابو محمد **افضل خان** صاحب کلرک ڈیرہ غازیخان - جناب بابو نذیرالدین صاحب بہامو اور جناب ابوسعید صاحب عرب بجاہ چودھری محمد سرفراز خان صاحب رئیس بنگلہ خصوصیت سے شکر کے قابل ہیں جو الحکم کی توسیع اشاعت کے کام میں بڑی سرگرمی سے حصہ لے رہے ہیں - خصوصًا ابوسعید صاحب عرب جو آج تک الحکم کو بارہ تیرہ خریدار دیچکے ہیں انھوں نے الحکم کو برہما اور آسام کے علاوہ ملیبار اور پینانگ تک پہونچا دیا ہے۔

الحکم کہاں کہاں جاتا ہے ؟ ناظرین الحکم کے لیے مسرت افزا امر ہے - کل مقامات کی فہرست طویل ہے - مختصرًا کشمیر سے لیکر راس کماری تک اور پشاور اور سرحد افغانستان سے لیکر برہما اور آسام تک اس کے علاوہ سیلون - ملابار پینانگ سٹریٹ سٹلیمنٹ + مصر - سمالی لینڈ - مشرقی افریقہ تک جاتا ہے

ڈاکٹر رحمت علی مرحوم

ناظرین الحکم ڈاکٹر رحمت علی صاحب مرحوم کے نام نامی سے خوب واقف ہیں ڈاکٹر صاحب اس سلسلہ میں ایک عالی ہمت اور مستعد نوجوان تھے افریقہ میں رہ کر انھوں نے اپنے قابل فخر نمونہ سے بہت لوگوں کو فائدہ پہونچایا اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی امداد میں ہزاروں روپیہ فراہم کرکے بھیجے۔

ڈاکٹر صاحب اب صومالی لینڈ گئے ہوئے تھے اور وہاں دیوانہ ملا سومالی لینڈ سے جو معرکہ ہو رہا ہے اس معرکہ میں انکی خدمات لی گئی تھیں۔ ۲۴ر جنوری ۱۹۰۵ء کے روزانہ پیسہ اخبار سے معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر صاحب بھائے کی ضرب سے اس جنگ میں کام آئے ہیں اگرچہ ابھی تک تفصیلی حالات معلوم نہیں ہوئے کہ یہ وہی ڈاکٹر رحمت علی احمدی ہیں یا کوئی اور ہیں۔ جہانتک پتا چلا ہے یہ نام ہمارے ہی مخدوم ڈاکٹر صاحب کا بتایا جاتا ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو ڈاکٹر صاحب نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اس وفاداری اور فرمانبرداری کا کامل نمونہ دکھایا ہے جو انکو انکے امام و پیشوا کی طرف سے گورنمنٹ کے لیے سکھائی جاتی ہے۔

اگرچہ ڈاکٹر صاحب کی موت ہمارے لیے اور ڈاکٹر صاحب کے رشتہ داروں اور احباب کے لیے بشری تقاضا کے موافق سوگوار ہے لیکن کچھ شک نہیں کہ انہوں نے اپنی گورنمنٹ کی اطاعت میں اور وفاداری میں اپنی جان دی ہے جو ہر طرح سے قابل قدر موت ہو۔...

.... اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کو اپنی جاودانی اور لازوال برکات سے بہرہ ور کرکے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب عطا کرے اور آپ کے پسماندوں دوستوں اور عزیزوں کو صبر جمیل دے آمین۔ خدا کا شکر ہے کہ ڈاکٹر صاحب کا خاتمہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں ہوا۔ ڈاکٹر صاحب نے تھوڑی سی عمر میں قابل رشک روحانی ترقی کی تھی۔

ناظرین الحکم میں سے جسکے پاس ڈاکٹر صاحب کا فوٹو ہو وہ دفتر الحکم میں بھیجدے اور ڈاکٹر صاحب کے واقفکار احباب خصوصاً ڈاکٹر فضل احمد صاحب سے ہم اُمید کرتے ہیں کہ وہ ڈاکٹر صاحب کی مختصر لائف ہمکو دے سکیں گے

مشاہیر سلسلہ عالیہ احمدیہ

الحکم کے معزز ناظرین آج کے الحکم میں مشاہیر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سلسلہ میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سلسلہ عالیہ کے امام و پیشوا کی تصویر ملاحظہ کرینگے۔ اور اُمید ہے کہ وہ اس سلسلہ کو دیکھکر از بس محظوظ ہوں گے۔ آیندہ کے لیے ہمنے ارادہ کیا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ کرکے چاہا ہے کہ اس سلسلہ میں مشاہیر سلسلہ کے فوٹو اور انکی مختصر سی سوانح عمریاں درج کریں اور اسطرح پر اگر خدا کو منظور ہو تو اس آخرین منہم کی مصداق قوم مشاہیر کی زندگیوں کا ایک مجموعہ آنے والی نسلوں کے لیے یادگار چھوڑ جائیں۔

آج علم التصویر کے ذریعہ بڑے بڑے مطالب اور مقاصد پورے کیے جاتے ہیں اور اس سے کام نہ لینا خدا تعالیٰ کی ایک نعمت کی ناشکری ہے جو اُسنے آج ہمارے لیے مہیا کی ہے۔ اسلیے ہم جہانتک ہمسے ممکن ہوگا اس سے کام لینگے۔ اور محض خدا کے لیے ہم اس سے بارشاد رب کریم ربنا ما خلقت ھذا باطلا کام لینا چاہتے ہیں۔

مشاہیر سلسلہ کی لائف کا سلسلہ کوئی نیا

یا امر نہیں ہے جو ہمارے دل میں آج پیدا ہوا ہے یا کسی صاحب کی تحریک و تقلید سے بلکہ یہ ہماری پرانی آرزو اور ایک دیرینہ محسوس شدہ ضرورت ہے چنانچہ الحکم نمبر ۔ جلد اول مورخہ دسمبر ۱۸۹۷ء میں اس خیال کو قوم کے سامنے پہلے پیش کیا تھا اور پھر کسی امر کو ایک بڑی ضرورت کو پورا کرنا کے عنوان سے الحکم نمبر ۔ جلد ۳ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۸۹۹ء میں بڑی وضاحت کے ساتھ پیش کیا۔ جسکے انٹروڈکٹری نوٹ کو ہم یہاں بھی دینا چاہتے ہیں

ایک بڑی ضرورت کا پورا کرنا

گذارش ضروری کے عنوان سے جو اشتہار متعلق بیعت ہمارے سید و مقتدیٰ جناب مسیح الزمان سلمہ الرحمن نے شائع کیا تھا اُس میں بالقاء رب جلیل سیدنا میرزا صاحب ایدہ اللہ بروح منہ نے مبایعین کی فہرست اسماء معہ کوائف ضروریہ طیار ہونے کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا اس امر کی ضرورت اور فوائد کے متعلق ہم سیدنا میرزا صاحب کے اس اعلان کو بعینہ درج کرتے ہیں اور اُسکی تکمیل کے طریق کے متعلق خود اتنا عرض کرتے ہیں کہ چونکہ ہر ایک کام اپنے اپنے وقت پر ہوتا ہے اور کسی نہ کسی ذریعہ سے ہوتا ہے اب ہم سمجھتے ہیں کہ اس مقدس ارادہ کے پورا ہونے کا وقت آگیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کام کو ایڈیٹر الحکم کے ذریعہ پورا کرا دے تو کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ چونکہ اس ضرورت کو الحکم نے محسوس کرکے پہلے بھی بذریعہ الحکم ظاہر کیا تھا اور اب یہ تحریک ہمارے دل میں پھر پیدا ہو رہی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر ہم اس کام کو شروع کرنے والے ہیں اس لیے ہر ایک صاحب جو ہماری جماعت میں شامل ہیں مندرجہ ذیل نقشہ کی خانہ پری کرکے ہمارے پاس بھیجدیں تاکہ اس ضروری کتاب کی تکمیل کے لیے ہمکو آسانی ہو۔

وہ نقشہ یہ ہے۔

نام	ولدیت	اصل سکونت	سکونت حال	تاریخ بیعت	بعض ضروری کوائف

(ایڈیٹر)

اُسوقت ہمنے اس کتاب کو مرتب کرنا چاہا تھا بہت سے خطوط مبایعین کے اس نقشہ کی خانہ پری ہوکر ہمارے پاس آگئے تھے مگر بوجوہ چند در چند کام ملتوی ہوا لیکن اسپر بھی یہ ضرورت ہر وقت ہمارے محسوس ہوتی رہی۔ اور اب اس صورت میں اسکے ادا کرنے کا ارادہ ہمنے خدا کے فضل پر بھروسہ کرکے کیا ہے وہ چاہے تو ہم اسمیں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

جماعت کی تعداد بفضلہ تعالیٰ روز بروز بڑھ رہی ہے یہ ناممکن تو نہیں لیکن مشکل ضرور ہے کہ ہر ایک بیعت کرنے والے کے حالات اور نقشہ

ہم الحکم میں جنکے حالات شائع کرینگے وہ ایسے بزرگ ہوں گے جو قوم میں مسلم الثبوت عزت و وقعت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ اور جو کسی نہ کسی رنگ میں مشاہیر کہلانے کا حق رکھتے ہیں۔ ہم علیحدہ مطبوعہ خطوط کے ذریعہ ان بزرگوں سے انکے فوٹو اور حالات منگائیں گے۔ اور اس سلسلہ کے متعلق خریداران الحکم کے اہل الرائے لوگوں کے مفید مشوروں سے بھی فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرینگے۔

ہم جانتے ہیں کہ یہ سب کچھ محنت استقلال کے علاوہ اخراجات کے بڑھ جانے کا بھی موجب ہے۔ کیونکہ پہلے ہی الحکم کی موجودہ صورت کے تبدیل ہونے سے الحکم کے اخراجات قریباً ڈیوڑھے سے زیادہ ہوگئے ہیں۔ اور سلسلہ مشاہیر کی اور بھی اخراجات کے بڑھا دینے کا موجب ہوگا مگر ہم توکلاً علی اللہ اس کام کو کرنا چاہتے ہیں۔ قوم اسکی ضرورت سمجھتی ہے تو ہمیں مدد دے اور اگر نہیں تو اسکی خاموشی خود ہمیں خاموش رہنے کا سبق دیگی۔ اور جہانتک ہمسے ممکن ہے ہم کرنے کی کوشش کرینگے۔ اس کے واسطے قوم سے کوئی الگ چندہ نہیں مانگا جاتا صرف قوم کی اتنی توجہ درکار ہے کہ وہ اخبار کے لیے خریدار بہم پہونچانے کی کوشش کرے۔ اگر کم از کم تین ہزار یا چار روپیہ سالانہ قیمت دینے والے خریدار الحکم کے لیے بہم پہونچ جاویں تو الحکم انکے لیے بہت ہی مفید آرگن ہو سکتا ہے۔ لیکن کمی سرمایہ ہماری راہ میں بہت سی روکیں ڈالدیتا ہے تاہم خدا جسطرح چاہتا ہے یہ کام ہو رہا ہے۔ ہم اپنی محنت کی یہ جزا بھی کم نہیں پاتے کہ علی العموم قوم الحکم کی شکر گذار ہے اور وہ اسکو نہایت عزت اور محبت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اور قوم حسن ظن کے طور پر اپنے خادم ایڈیٹر الحکم کی خدمات کا اعتراف کرتی ہے اور اُسے کسی حد تک اس قابل سمجھتی ہے کہ وہ الحکم کا ایڈیٹر ہو یہ اُسکا حسن ظن ہے ورنہ من آنم کہ من دانم۔

بہرحال

ہم اس سلسلہ کو آج کی اشاعت سے شروع کرتے ہیں اور جیسا جیسا مناسب اور مصلحت وقت ہوگا ہفتہ وار یا مہینہ میں دوبار یہ تصویریں اور حالات شائع ہوتے رہیں گے۔

ایکبات اور بھی قابل ذکر ہے کہ ان خریداران الحکم کے حالات اور فوٹو بھی اس سلسلہ کے مشاہیر کے علاوہ ہم شائع کرینگے جو پانچ برس یا اس سے زائد عرصہ تک کے خریدار ہیں۔ یا جنہوں نے کم از کم پانچ خریدار الحکم کے لیے بہم پہونچائے ہیں یا پہونچائیں گے۔ مشاہیر سلسلہ کے الگ نمبر بھی نکلیں گے جو ایک روپیہ چار آنے فی درجن کے حساب سے دیے جائیں گے اور ایک درجن سے کم باہر نہ بھیجے جائیں گے۔ ایک کاپی کے لیے ۲ر دینے پڑینگے اور محصول علاوہ۔

حضرت حکیم الامۃ کا مکتوب

السلام علیکم۔ قیدیان جنگ چار قسم کے ہوتے ہیں اور اب بھی چار قسم میں اول وہ جو شرارت کے سبب سے قابل قتل ہی ہوا کرتے ہیں کہ امن عام کے سخت دشمن ہوں ایسے لوگوں کو قتل کیا جاتا ہے چنانچہ اب بھی کورٹ مارشل میں ایسا ہی ہوتا ہے ایسے موذیوں کا زندہ رکھنا ایک ایسے دانت کی مثال ہے جسکے ضرر سے دوسرے دانتوں کو تکلیف پہونچتی ہے اگر نکالا نہ جاوے تو سارے دانتوں پر اُسکا برا اثر پڑکر سبکو تباہ کر دیتا ہے دوسرے وہ قیدی جنکے بدلے روپیہ دیکر یا دوسرے قیدیوں کو چھڑانیکا فائدہ حاصل ہوتا ہے ان دونوں کا ذکر قرآن میں یوں آیا ہے حتیٰ اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء میں ہے سوم وہ جنکا مفت چھوڑانا ہی قرین مصلحت ہوتا ہے جنکا ذکر اما فداء میں آیا ہے چہارم وہ جنکا واپس کرنا یا انکا بدلا لینا یا قتل کرنا مناسب نہیں ہوتا ایسے قیدی اب بھی مہذب گورنمنٹوں میں موجود ہیں اور پورٹ بلیئر وغیرہ انہیں سے آباد ہیں۔ ایسے قیدیوں کی اگر شادیاں بیاہ روکدیے جاویں تو ان کے فطرتی قویٰ پر کیسا برا اثر پڑتا ہے۔ میرے ایک انگریزی خواں دوست نے ایسا اعتراض کیا تو مینے اُسکو قیدیوں کی چاروں مثالوں سے سمجھایا تھا۔ اول بیمار دانت کو باندھا جاتا ہے اُسکی منجنوں سے مالش کیجاتی پھر کاٹا جاتا پھر اکھاڑ کر باہر پھینک دیا جاتا ہے یہی حال ہے قیدیان جنگ کا۔ پس جو قیدی دائم الحبس ہوویں انکو بیاہ سے روکنا تو جائز نہیں پس مرد ہوں یا عورتیں سبکو نکاح کی اجازت ہے۔ ماں لونڈی تعلیم و تربیت چونکہ بڑی ضروری ہے اسواسطے شریعت اسلام نے یہ تجویز کیا کہ گھر میں بچوں کی طرح انکی تربیت کرو۔ اگر مسلمان اسکے خلاف کرتے ہیں تو شرع کے خلاف کرتے ہیں حکم تو یہی ہے من ادبھا حسن تادیبھا اور عبید کم خوا لکم وغیرہ وغیرہ بلکہ لونڈیوں کے نکاح میں تو ایسی رعایتیں رکھی ہیں

وانکحوا الایامیٰ منکم والصالحین من عبادکم وامائکم۔

ہاں جس شخص کو لونڈی سے بیاہ کرنا ہو اُسکو لیے قرآن مجید نے کچھ شرطیں لگائی ہیں جیسے ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات المؤمنات فمن ما ملکت ایمانکم من فتیاتکم المؤمنات۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لونڈیوں کے بیاہ خود کرنا علی العموم شریعت کو پسند نہیں اور تجربہ سے بھی ثابت ہوا کہ شاہان اسلام کے گھر میں لونڈیوں کی اولاد سے ہی سلطنت تباہ ہوئی۔

ہاں آپ کے ہاں جو لونڈیاں ہیں ہم انکو خرید جانتے ہیں وہ تو لونڈیاں ہیں ہی معلوم نہیں ہوتیں۔ والسلام ۲۴ر جنوری ۱۹۰۵ء نورالدین

نوٹ۔ تفسیر القرآن کا نمبر اگر خاکسار ایڈیٹر کو لاہور ایک ضروری کام کیلیے جانا نہ پڑتا تو بہت کچھ طیار ہو جاتا تاہم بہت جلد وہ نمبر انشاء اللہ تعالیٰ ایک ہی ہفتہ کے اندر شائع ہو جائیگا (ایڈیٹر)

نیوگ اور طلاق

رجولائی سے عنوان پر لاہور کی آریہ سماج اور سلسلہ عالیہ کے بعض ممبران لاہور کے مابین عام جلسوں میں تقریری پیرایہ میں ایک قسم کا مباحثہ ہوتا رہا اور آخر اشتہاروں پر نوبت آ پہنچی۔ انجمن فرقانیہ لاہور کی طرف سے آریہ سماج پر ہر طرح سے اتمام حجت کی گئی۔ اور چار مختلف اشتہار اس سلسلے میں نکلے۔

حال میں پانچوان نمبر ہمارے پاس بغرض اندراج الحکم پہونچا ہے جو اس عنوان سے شائع ہوا ہے "نیوگ اور طلاق پر قطعی اور فیصلہ کن بحث اور نیوگ کے متعلق صاحب مجسٹریٹ پشاور کا فیصلہ" چونکہ اس پمفلٹ کی عام اشاعت کی غرض سے یہ ہمارے پاس بھیجا گیا ہے اس لئے ہم اس کے محفوظ رکھنے اور عام اشاعت کے اصول کو مدنظر رکھ کر ذیل میں درج کرتے ہیں۔ اور اس سے یکجائی لطف حاصل کرنے کیلئے اسے بعض دوسرے مضامین کو ملتوی رکھ کر ایک دفعہ ہی شائع کر دیتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دنیا کی حرص و آز میں کیا کچھ کر رہے ہیں
نقصان جو ایک پیسہ کا دیکھیں تو مرتے ہیں

زر سے پیار کرتے ہیں اور دل لگاتے ہیں
ہوتے ہیں زر کے ایسے کہ بس مر ہی جاتے ہیں

جب اپنے دلبروں کو نہ جلدی سے پاتے ہیں
کیا کیا نہ اشک ہجر میں آنسو بہاتے ہیں

پر ان کو اُس سجن کی طرف کچھ نظر نہیں
آنکھیں نہیں ہیں کان نہیں دل میں ڈر نہیں

اُن کے طریق و دھرم میں گو لاکھ ہوں فساد
کیسا ہی ہو عیاں کہ وہ ہے جھوٹ اعتقاد

پر تب بھی مانتے ہیں اُسی کو ہر سبب
کیا حال کر دیا ہے تعصب نے ہے غضب

دل میں یہی ہے کہ مرنا نہیں کبھی
ترک اس عیال و قوم کو کرنا نہیں کبھی

اے غافلان وفا نکند این سرائے خام
دنیائے دون نماند و نماند بکس مدام

ہمارے ایک دوست نے آریہ صاحبان کا وہ اشتہار ہمیں دیا جس کو انہوں نے ہمارے اشتہارات نمبر ۳ و ۴ کے آخری جواب کے نام سے موسوم کیا ہے۔ ہم تو اپنے اشتہارات چھپتے ہی سب سے پہلے آریہ صاحبان کے گھروں اور مجلسوں میں بھیج دیا کرتے ہیں۔ مگر افسوس کہ ہمارے مہربان دوست آریہ اپنے اشتہاروں کو آپ ہی کچھ ایسا خلاف تہذیب خیال کرتے ہیں۔ کہ اون کو ہمیں پہنچانے سے شرمندہ ہوتے ہیں یا بخل کی وجہ سے نہیں پہنچاتے لیکن یوں چھپانے سے یہ بات تو چھپ نہیں سکتی بصارت اور انصاف رکھنے والے اصحاب اس بات کو خود محسوس کر کے افسوس ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ آریہ نے ہمارے کسی اشتہار کا کوئی جواب نہیں دیا۔ صرف ہمیں اور ہمارے مخدوم و سردار

حضرت شمس الضحیٰ کہف الوریٰ فخر موجودات محمد مصطفےٰ صلعم اور ہمارے محترم امام ہمام مہدی و مسیح مجدد الوقت جری اللہ حضرت میرزا غلام احمد علیہ السلام اور اہل اسلام کے تمام فرقوں کے معزز اور دوستانہ اور خطاب یافتہ علماء و فضلاء و اکابر کی نسبت دھڑلے سے توہین کے مضامین و فحش اور جھوٹ اور خلاف واقعہ باتیں لکھ کر ہمارے دل آزردہ کئے ہیں۔ لیکن ہم اُن کی ناوانی اور سے [illegible] ہیں۔ ہمیں ان کا آخری خطاب دیکھ کر سخت افسوس پیدا ہوا ہے کہ رسم و رواج و قوم و عیال اور دنیا کی محبت نے اُن کو ایسا سرگشتہ اور گرفتار کر لیا ہوا ہے کہ ان کی محبت کے مقابلہ میں اپنی ثابت شدہ ناپاکیوں کو ترک کرنے اور اسلام کی بین اور روشن صداقتوں کو قبول کرنے کیلئے نیک دلی سے آمادہ نہیں ہوتے۔ اور ستیارتھ پرکاش کا دعوے صرف زبانی ہی زبانی کرتے ہیں عملاً نہیں۔ ان کے اس آخری جواب کے بعد ہم نہیں سمجھتے کہ اون کی طرف سے کوئی اور اشتہار نکلیگا اور کسی طرح سے وہ تحقیق حق کے لئے ضروریات کو ہم پہنچانے کی کوشش کرینگے۔ خیر ان دروغ اور جبر سے حق منوانا تو اسلام میں جائز نہیں۔ یہ بات ہم انہیں پر چھوڑتے ہیں۔ البتہ اس قدر عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ چونکہ ہر ایک کے سر پر موت کھڑی ہے۔ اسلئے اس چند روزہ زندگی کیلئے اتنی [illegible] اور ضد پر اڑے رہنا اور اسی کی پاسداری میں ہٹ دھرمی پر تلے رہکر حیلوں اور غلط بیانیوں سے حق پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرنا اپنی ہی جانوں پر ظلم کرنا ہے۔ ہماری نسبت غلط بیانی کرنا کہ ہم کو پہلے ہی توقع تھی کہ "جب آپ لوگوں سے کوئی معقول جواب ہمارے اعتراضات کا بن نہیں پڑیگا تو آپ گالی گلوچ اور غیر مہذب اور ناشائستگی سے گری ہوئی تقریر اور تحریر پر اتر آئینگے" بخود آریوں کو ہی ملزم ٹھیرانا ہے۔ کیونکہ بفرض محال اگر ہم نے انکو گالیاں نکالی ہیں تو یہ وہی گالیاں ہیں جن کے کھانے کی توقع اور یقین سے انہوں نے ہمکو اشتہارات اور چٹھیات کے ذریعے باوجود ہمارے بار بار کے انکار اور تامل کے اصرار کے ساتھ مباحثہ کیلئے بلایا۔ اور جس نتیجہ کو پہلے ہی یقینی توقع رکھکر انہوں نے ہمیں مخاطب کیا تھا پھر اس سے رنج اور غصہ کہاں بجا ہو سکتا ہے۔ اس کے تو وہ خود ہی ذمہ وار ہیں۔ لیکن ان کی یہ باتیں ہم پر سراسر تہمت ہیں۔ ان لوگوں کے ہاتھ میں سچائی تو ہے نہیں جس کی تائید کیلئے کوئی دلائل قطعیہ ان کے ہاتھ میں ہوں۔ اور قاعدہ ہے کہ ایک جھوٹ کے نباہنے کیلئے کئی اور جھوٹ اور دھوکہ بازیوں کا مرتکب ہونا پڑتا ہے۔ پس اب بھی حسب عادت طرح طرح کے لوگوں کو دھوکہ دینے کیلئے ہم پر بہتان باندھنا اور تہمتیں لگانا اور خلاف بیانی کرنا شیوہ بنا لیا ہے اسی خیال سے تو ہم نے تحریری مباحثہ کیلئے ان کو عرض کیا تھا کیونکہ زبانی مباحثات میں یہ لوگ اپنی مستمرہ عادت خلاف گوئی سے فائدہ اٹھا کر لوگوں کو دھوکہ میں ڈال سکینگے۔ اور تحریری میں یہ قابو آ جائینگے۔ ناظرین آپ ہی غور کر سکتے ہیں۔ کہ ابھی اون کے دو جلسوں میں ہی ہم ان کے اصرار سے حاضر ہوئے۔ اور ہماری

طرف سے مکرم بھائی ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب نے ان کے ٹیچر پر کھڑے ہو کر اعلے درجہ کی مہذب اور شائستہ زبان میں اُن کے مکروہ مسائل کی قلعی کھولی اور ان کو اپنے پریسیڈنٹ مسٹر روشن لعل صاحب بیرسٹر اور پبلک نے صراحت اور کنایہ سے انکی شکست پر گواہی دی۔ اور ہر دو جلسوں میں اس بات کا پر زور الفاظ میں ان کے پریسیڈنٹوں کی زبان سے شکریہ ادا کیا گیا کہ احمدی جماعت کی طرف سے نہایت تہذیب اور محبت اور امن سے کارروائی ہوئی ہے۔ اس کے بعد کوئی تقریری موقعہ ہم سے مقابلہ کا انہیں نہیں ہوا۔ تو پھر ان لوگوں کا یہ لکھنا کہ گویا ہم نے اپنی تقریر میں انہیں گالیاں نکالی ہیں۔ ان کی جالبازی اور خلاف بیانی اور خود ساختہ بات نہیں تو اور کیا ہے؟ ہمارے پاس تو انکی چٹھیات موجود ہیں۔ جن میں ان دونوں جلسوں کے بعد بھی بڑے اصرار سے ہمکو بلایا ان کے اشتہارات موجود ہیں۔ انہوں نے اپنے جلسوں میں ہماری غیر حاضری میں ہمکو مخاطب کیا۔ اگر بفرض محال ہم پہلے گالیاں نکال چکے تھے تو کس عقل اور ہوش سے ہم کو اسکے بعد التجائیں کرتے رہے۔ اب تو ہمکو گالیوں کی تہمت لگائی۔ اور اگر ہم انکار نہ کرتے اور ان کے طلب کرنے پر بھروسہ کر کے جلسوں میں متواتر حاضر ہوتے رہتے تو ممکن تھا کہ کوئی اور سخت مکروہ تہمت ہمکو لگا دیتے۔ ہم موقع اور ضرورت پر ان کی چٹھیات بھی شائع کرینگے۔ منت اور سماجت اور التجاؤں سے گھر پر بلاتے رہنا ہمارے امن اور مہذب اور شائستہ طور پر کارروائی کرنے پر پر زور الفاظ میں اسوقت شکریہ ادا کرنے اور اسکے بعد بھی ہمکو بلاتے رہنے اور ہمارے انکار کرنے (جو انکار صرف اسلئے تھا کہ ان کی نیتوں میں حق جوئی معلوم نہ ہوتی تھی) کے بہت عرصہ بعد اب یہ کہنا کہ ہم نے ان کو گالیاں نکالی تھیں خوب ست کا وچار ہے۔

اب رہا یہ امر کہ گویا ہم نے اپنی تحریروں میں ان کو گالیاں نکالی ہیں سو ہم نے تو کوئی گالی اپنے کسی اشتہار میں نہیں نکالی۔ گالی کی تعریف تو کسی شخص کے حق میں ایسے توہین اور حقارت آمیز کلمات بیان کرنے کے ہیں جو اسکی نسبت خلاف واقعہ ہوں۔ اگر کسی شخص میں کوئی واقعی نقص موجود ہو تو بنظر اصلاح اس نقص کے بیان کرنے کو گالی نہیں کہا جا سکتا بلکہ وہ تو واقعہ اور اصلیت کا اظہار ہے۔ سچی بات کو صاف الفاظ میں بیان کرنے کو گالی کے مترادف اور ہم معنے سمجھ لینا نادانی اور حماقت کی دلیل ہے اسیطرح اگر کوئی شخص اپنے حقوق طلب کرے تو اُس کے اس امر کو بھی گالیاں سمجھنا ظلم ہے۔ اور ہم اس بات کو ناظرین پر چھوڑتے ہیں کہ وہ خود ہماری اور آریہ صاحبان کی تحریرات پڑھکر انصاف کریں ہم ذیل میں چند اسور لکھ کر دکھاتے ہیں۔ کہ جو کچھ ہم نے لکھا ہے وہ نیکدلی اور سچی ہمدردی سے لکھا ہے۔ کیا وہ گالیاں ہیں۔

۱۔ ہم نے یہ لکھا تھا کہ آریوں کے نامی مسافر اور دھرم کے اور پیشوا جناب پنڈت لیکھرام صاحب کا آریہ ست کیطرف سے مسلم وکیل منتخب ہو کر ہمارے امام مہدی و مسیح موعود حضرت میرزا غلام احمد علیہ السلام کو مقابلہ پر دونوں

مذہبوں اسلام اور آریہ دھرم کے منجانب اللہ اور حق اور باطل ہونے کا قطعی فیصلہ کرنے کے لئے پیش ہونا اور اخیر میں پنڈت صاحب کی درخواست پر فریقین کا ایک دوسرے کی موت کے متعلق پیشگوئیوں کو حق اور باطل کے فیصلے کیلئے اسطرح سے قطعی معیار مقرر کرنا کہ جس شخص کی پیشگوئی سچی نکلے اسی کا دین اور مذہب منجانب اللہ اور حق پر ہوگا۔ اور پیشگوئی جھوٹی نکلنے والے فریق کے مذہب پر قطعی ڈگری حاصل ہوگی۔ اور فریق مغلوب کے مذہب کا باطل اور شیطانی ہونا اسی سے فیصلہ پا جائیگا۔ اس پر پنڈت لیکھرام صاحب کا پیشگوئی کرنا کہ مجھکو میرے پرمیشر نے خبر دی ہے۔ کہ میرزا غلام احمد صاحب قادیانی بمرض ہیضہ تین سال کے اندر مر جائینگے اور اس پیشگوئی کا سراسر جھوٹا نکلنا اور حضرت مخدوم کا تا ایندم زندہ ہونا اور پنڈت لیکھرام کا ہمارے مخدوم و مولے حضرت میرزا غلام احمد صاحب کی پیشگوئی کے مطابق باوجود قوی ہیکل اور مضبوط جوان ہونے کے احکم الحاکمین خدا کی سچی اور انتہائی عدالت کے حکم سے مقررہ وقت و یوم و ماہ و سال و طریق سے ہلاک ہو کر اسلام کے قطعی غلبہ اور صداقت اور منجانب اللہ ہونے اور آریہ دھرم کے باطل ہونے پر آسمانی مہر کے لگ جانے اور قطعی اور مستقل ڈگری حاصل ہونے کے بعد بھی ہٹ دھرمی اور ضد اور سینہ زوری کے کونسی معقول وجہ ان کے ہاتھوں میں ایسی باقی رہگئی ہے جس کے حوصلہ پر آریہ دھرم کو خدا اور مخلوق کے سامنے سچا بیان کر سکتے ہیں۔ اس عظیم الشان آسمانی فیصلہ سے ایمانی فائدہ اٹھانا چاہیئے تھا۔ اور ہم آریہ دھرم پر فتحمند اور منصور ڈگری دار ہونے کی حیثیت میں اپنے فیصلہ اور ثابت شدہ حق کا آریوں سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ تمام مباحثات سے پہلے وہ اس سے فائدہ اٹھائیں اور اس کا جواب دیں۔ کہ کیوں اسکو ٹال مٹول میں رکھ رہے ہیں۔ کیا انصاف کی رو سے اسلام پر اس فیصلے کے مطابق ایمان لانے اور آریہ دھرم کو باطل سمجھنے سے گریز کی کوئی وجہ ہو سکتی ہے؟ کیا جس بات کو خدا نے جھوٹا ثابت کر دیا ہے اُس پر اڑے رہنا ست سے پیار ہو سکتا ہے؟ اب ناظرین انصاف کریں کہ ہم نے تو یہ امر حق پیش کر کے اپنا حق طلب کیا ہے کیا اس کا نام گالی ہو سکتا ہے؟

۲۔ ہم نے یہ لکھا تھا کہ اسوقت تک ہمکو یہی معلوم ہو سکا ہے کہ جناب سوامی دیانند جی مہاراج اور پنڈت لیکھرام جی مہاراج اور آریہ دھرم کے دوسرے مسلم پیشوا اور ہادی اور بیر اور شریمان مہان پرش اور شریمتیوں نے باوجود نیوگ کی ضروریات پیش رہنے کے نیوگ کرنے کرانے کے عملی نمونے نہیں دکھلائے۔ جو اس بات پر گواہی ہے کہ وہ بھی اس پر عمل کرنے سے نفرت پشیمان اور تامل رہے۔ سوامی جی مہاراج گرہست کے تعلقات سے الگ رہے اسلئے انہیں اُس غیرت اور شرم و حیا اور ضرورت عفت کا جو ہمارے اہل گرہست کیلئے ضروری ہوتا ہے کچھ ذاتی تجربہ کبھی حاصل نہ ہوا۔ اسی محرومی کی وجہ سے انہوں نے اس ناپاک مسئلہ کو اپنی کتاب میں لکھ کر اوراق کو ناپاک کر دیا۔ ہمارے ایمان میں یہ ایک نہایت ناپاک مسئلہ ہے۔ اور اس کا سرچشمہ بھی ناپاک ہے کیونکہ سوامی

پھر چشمہ سے تاریکی نہیں پیدا ہوسکتی۔ اگر آریون کو ان باتون سے اتفاق نہین تو مہربانی کرکے وہ ثابت کر دکھائین کہ (۱) جناب سوامی جی مہاراج نے اپنی مصلحانہ زندگی مین کسی وقت کم ہست اختیار کیا تھا؟ (۲) ان کو باپ اور باعزت خاندانون کی ضروریات غیرت و لج وبت وغیرہ کے ذاتی تجربہ سے حس حاصل ہوگئی تھی؟ (۳) انہون نے غور یا اُن کی اچھا اور ہدایت سے اُن کے خاندان مین کسی نے نیوگ کیا کرایا تھا؟ (۴) اُن سے ان کا نیوگی یادگار و انکا سلسلہ چلا اور ایک یا اُن کے کسی وقت بعد تک ان کے سلسلہ حسب ونسب میں ہونے کا فخر رکھنے والے موجود ہیں؟ (۵) یہ مسلم بات ہے کہ لیکھرام جی مہاراج کو بوجہ اولاد نرینہ نہونے کے اپنے گھر مین نیوگ کرانیکی ضرورت تھی سو باوجود ضرورت انہون نے کبھی اپنے گھر مین نیوگ کرایا یا خود ہی کہیں کیا اور اسی سے اُن کا سلسلہ اولاد نرینہ چلا؟ (۶) یا زمانہ حال کے نامی آریہ لیڈرون مین سے ہی کسی نے اس پر عمل کیا یا کرایا ہے؟ لیکن جہانتک ہمکو معلوم ہے آریہ صاحبان ان باتون کا کوئی ثبوت پیش نہین کرسکتے۔ پھر ہماری بات کو کس عقل سے گالی قرار دیتے ہین۔ خود اپنے پیشواؤن کی نسبت خلاف واقعہ ایمان رکھتے اور انکوان باتو نکا متہم کرنا چاہتے ہیں جو اُن میں نہین۔ یہی گالیان ہین جو آپ اپنے بزرگون کو دے رہے ہین۔ ہم تو کسی کے بزرگ کو گالی دینا گناہ سمجھتے ہین۔

اصل مین نیوگ دو لفظون سے یا نیو اور روگ سے مشتق ہے نے اور نیو اُس محبت اور یارانہ کو کہتے ہین جو محبت کا مقدر ہوتی ہے۔ اور روگ گائیون کے گلے کو کہتے ہین پس نیوگ کے معنے گایون کے آپس مین نر و مادہ کے تعلق صحبت کے ہوئے۔ لسلئے زبان کی عزت بھی تو جبھی بحال رہ سکتی ہے کہ وہ اپنے اکثر الفاظ کی وجہ تسمیہ پیش کر سکے۔ نیوگ کی وجہ تسمیہ مین یہ بات بین طور پر پڑی ہوئی ہے کہ یہ وہ رسم ہے۔ جسمین گئو والے اچھے سانڈون سے بچے حاصل کرنیکیلئے گایون کو اُن کے پاس لیجاتے ہین۔ اور گئو ڈنا نینے کے عوض مین سانڈ ہونکو پرورش کرتے کھلاتے اور پلاتے ہین۔ یہ ایک حیوانی رسم ہے۔ انسانون کیلئے نہین۔ ہم وید کے مصنفون کو اس قدر بیعقل نہین مان سکتے کہ اُن کی اس رسم کو درج کرنے سے یہ مراد ہے کہ گویا یہ انسانون کے لئے ہے سوامی جی نے اسکو غلط سمجھا ہوگا کیونکہ اگر فی الواقعہ وید و نمین اسطرح لکھا ہے تو بجائے اسکے کہ ان کی کچھ عزت کی جائے ان کو تو جہالت اور فحش کا تو وہ ماننا پڑتا ہے ان آریون کے قدیم آبا و اجداد مال وندلوگ تھے جیسے اُن کی گزران گائیون پر تھی۔ اور بعضے کچھ کچھ کھیتی باڑی بھی کرلیا کرتے تھے۔ گایون کے وگ دگلے، ان کی عزت اور ان کا فخر انہین کی پرورش اور پالن کرنا ان کا ہنر ور تمدن انہین کی صحبت مین جنگلون مین انکا بسیرا۔ انہین کی پیداوار اور ان پر انکا گذارہ تھا۔ چنانچہ کرشن جی کا نام گئو پال مشہور ہے۔ حال جیسے مویشی پرور جنگل لوگون کی زندگی ان آریون کی بود و باش کا خفیف سا خاکہ یا دگراتی ہے۔ ان لوگون مین کوئی تمدن نہ تھا قانون نہ تھا۔ اس لئے جب ذرا ترقی کی تو اپنے حسب مذاق وید تصنیف کئے اور اُنمین وہی حیوانیت کی باتین لکھین۔ جو گائیون کی صحبت مین رہنے سے ان مین بھی داخل ہو گئی تھین۔ گئو کی معبودانہ عزت اور گئو پالن مین فخر کا اصول اسی زمانہ کی یادگار ہے۔ وید کی منتر جو دعائین اور آرزوئین بھی تمام گائیون مین ترقی اور بہتری کے متعلق ہی ہین۔ ممکن ہے کہ نیوگ کے مسئلے پر یہ گمارے پرور قوم عمل کرتی ہو۔ گو یہ بات بھی ثابت نہین۔ لیکن اگر یہ بات ثابت بھی ہو تو بھی وہ خود ایک جنگلی اور غیر متمدن قوم تھی۔ اُس جاہلیت اور گئو پالن کے زمانہ کی بن باسی رسوم کو اس تہذیب اور تمدن کے زمانہ مین پیش کرنا جہالت میں داخل ہے۔ گائے کو گئو ماتا کہا جاتا ہے لیکن یہ اس لیے نہین کہ اُس کو حقیقی ماں سمجھا جائے اور اس کی عادات اور رسوم اور فطرت کو وراثت سمجھ کر اپنے لئے قاعدہ بنالیا جائے۔

سوامی جی مہاراج خود اکثر بن باس خلوت اور تنہائی مین برہمچاری غور و بچار کرتے رہے اور اس نئے زمانہ کی تہذیب اور شائستگی اور ترقی سے انکی اخلاق و معاشرت پر کچھ اثر نہو سکا کثرت سے ویدونکی مطالعہ میں مستغرق رہنے کی وجہ سے ان کے دل پر بھی اسی قدیم آریہ گئو پالن زندگی کا نقشہ گہرا جم گیا اور اسی کے آثار کی لوگونکو تعلیم کرنا شروع کردی۔

۳۔ ہم نے لکھا تھا کہ تمام دیسی اقوام جن میں ہم اور آریہ شامل ہین ایک دوسرے کی اعضا اور ہمسایہ ہیں۔ ایک دوسرے کے رنج و راحت مین شریک ہوتے ایک دوسرے کی شادی و غمی کے کلج و کام سنوارتے ہیں۔ ہمارے سامنے اور ہماری شرکت سے کئی آریہ بیاہ ہوئے اور ہوتے رہتے ہین۔ بیاہ کیطرح نیوگ میں بھی علی الاعلان ہونا ضروری ہے۔ الا وہ ناجائز متصور ہوتا ہے مخفی طور پر نیوگ نہین ہوسکتا۔ وہ تو سوامی کے اصول سے ہی حرامکاری ٹھہرتی ہے آج تک ہمنے کسی آریہ گھرانے مین کسی کو نیوگ کرنے کرانے کا انتظام کرتے نہ دیکھا اور نہ سنا ہے۔ ہماری مخالفت نیوگ سے صرف اس لئے ہے کہ یہ ایک مکروہ بدکاری خیز رسم ہے۔ اور اس کے اعتقاد اور ارتکاب سے انسان فواحش کا مرتکب ہوتا ہے۔ ہم تو اپنے ہموطن اور ہمسایہ آریونکو ایسے گند مین غرق ہوتا دیکھ نہیں سکتے ہمین سچی ہمدردی اسبات پر مجبور کرتی ہے۔ کہ ہم آریونکو اس سے روکین لیکن یہ دیکھ کر کہ آریونکا واقعہ مین نیوگ پر عمل نہین۔ ہمکو بڑی خوشی ہوتی ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جس مراد کے لئے ہم سچائی کو کرپچے پیش کرتے ہین وہ مراد ہماری حاصل ہے اور ان کی اپنی فطرتین ہی ہماری تائید مین اُن کو نیوگ سے بملامت باز رکھ رہی ہین۔

یہ تو ظاہر حال ہے۔ لیکن انعان عالم الغیب نہیں ممکن ہو سکتا ہے کہ کسی رکیک تاویل سے ہمسایہ قوم سے شرم کے مارے آریون نے مخفی نیوگ کو جائز بنالیا ہو۔ کیونکہ اُن کا اپنا اختیار ہے۔ اور خفیہ طور سے نیوگ کرتے کراتے ہین اسلئے اسکی اصلیت دریافت کرنیکی غرض سے ہم نے آریہ صاحبان کی خدمت مین ادب اور عاجزی سے درخواست کی تھی اور اب بھی بادب زور سے درخواست کرتے ہین۔ کہ وہ ہم پر اسقدر مہربانی کرین کہ ایک ایسی فہرست مرتب کرکے شائع کرین جسمین دو تین سو معزز لیڈنگ آریون کے گرامی نام مع مفصل پتہ کے لکھے ہون جنہون نے آپ یا اپنے گھرون میں نیوگ کیا یا کرایا ہو۔ کس کس کے ساتھ نیوگ ہو۔ کیا اور اس کا نتیجہ کیا ہوا۔ اسی طرح مفصل پتہ کے ساتھ دو تین سو ایسے بھاگوان بیریوں کے نام بھی اس فہرست میں درج کرین جو اپنی اس جوتہیا ورعلمی اور اخلاقی رسم سے فیضیاب ہوئیں اور ان کی فیضیابی کا نتیجہ کیا ہوا۔ اور ساتھ ہی اس کے تین چار سو نیوگ زادہ بچون کے نام بھی لکھ دیں۔ ناظرین انصاف کرین کہ کیا ایسی درخواست کرنا گالی ہے؟

۴۔ مشاہدہ اور تجربہ ہی ایک شے ہے جس کے ذریعہ سے انسان کسی امر کے یقینی نتیجہ تک پہنچ سکتا ہے لمشک خیال اور لاف گزاف بالکل بے سود ہوتے ہین۔ اسوقت تک اور آیندہ اسوقت تک جب تک کہ مذکورہ بالا فہرستیں شائع نہ کرین ہم یہی سمجھتے ہیں کہ نیوگ کے متعلق آریونکو خود کچھ تجربہ اور مشاہدہ حاصل نہین صرف طبع آزمائی کی غرض سے یا نادانی سے خیالی لاف گزاف کر رہے ہین۔ جائے غور ہے کہ جس نیوگ کے متعلق اپنا اور اپنی قوم کے اکابر کا کوئی تجربہ اور مشاہدہ پیش نہیں کرتے اور جس کے عملی ارتکاب کے خود بھی قابل نہین۔ اور کوئی نمونہ اور نتیجہ نہیں دکھلاتے اور جس کا کوئی عملی وجود ہی ثابت نہیں کرتے اسی کے قابل عمل ہونے پر مباحثہ کرنے کیلئے ہم کو اور دوسرے لوگون کو بلا ناکس راستبازی اور عقلمندی اور حق شناسی پر مبنی ہو سکتا ہے سوائے دو دانج زبان کے اُن کے وجود کی کیٹی کے تمام جوارح اور ممبر اور اعضا ہر تو ہماری تائید کا ثبوت دے رہے ہین یہ تو مسلم بات ہے کہ نیوگی ضروریات تو ہمیشہ آریہ گھرون مین رہتی ہین اور شائد ہی اُن کا کوئی خاندان نیوگ کی کسی نہ کسی ضرورت سے کسی وقت خالی ہو۔ تو باوجود ضروریات مین محیط ہونیکے نیوگ کو عملاً کرنیسے گریز کرنا اور اس سے فائدہ نہ اٹھانا ہمارے ہاتھ میں انکی شکست کی ایک زبردست دستاویز ہے۔

پیارو! خود تو تمہاری نیچر اسکو گندہ اور ناپاک اور بیہودہ کام سمجھ کر اس پر عمل کرنے سے شرمندہ ہے۔ اور تم کسطرح سے اپنی قوم مین عملی رواج ثابت نہین کرسکتے تو اسکے تو مہی معنے ہین کہ نادان لوگون کو دام تزویر مین لاکر مذہبی آڑ مین بے قید عیاشی کا لائسنس حاصل کر لیا جائے۔ اور اسی کی طفیل کفایت شعاری سے مزے اڑانا نصیب ہو۔ اگرچہ ممکن ہے کہ چند عقلمند عیش پسند جوانون کا نیوگ کو مسئلہ کا ایڈووکیٹ بن کر اسکی ترویج کیلئے کوشش کرنا کسی ایسی غرض کیلئے ہی ہو لیکن ہم ان پر اسقدر بدظنی کرنا نہیں چاہتے۔ اتنا ضرور سمجھتے ہین کہ در اصل نیوگ کو خود ہی ایسا گند جانتے ہین کہ اول تو کرتے نہیں اور اگر کرتے بھی ہین تو بھی آپ اس کو ایسا گندہ سمجھتے ہین کہ ہمارے سامنے عملی گواہی پیش کرنے سے نادم ہیں۔ کیونکہ اگر فی الحقیقت اس کو ست سمجھتے ہیں۔ اور اسپر عمل نہیں کرتے تو آریہ نیم کے روسے دھرم سے دور اور است کرنے والے ٹھہرتے ہیں۔ لیکن ضروری ہے کہ ہر کام سے پہلے آریہ صاحبان ہماری مطلوبہ فہرستین شائع کرین۔ تاکہ ہمکو بھی ان کے عملی نتائج اور فوائد اور نقصانات کے موازنہ کرنیکا موقعہ میسر ہو۔ خیالی لاف گزاف پر تو آپ لوگ بھی مباحثہ کرنا بیعقلی سمجھتے ہونگے اس پر بحث ہو ہی کیسے سکتی ہے۔ اب عرصہ قیل و قال مین بہت گذر چکا ہے۔ اسلئے ہم آریہ اصحاب کو ایک ماہ کی مہلت دیتے ہیں۔ اگر اس اثناء مین آریون نے یہ فہرستین مکمل اور مستند طور پر شائع کین تو اس کے یہی معنے ہونگے۔ کہ وہ جھوٹے ہین۔ اور ہماری فتح کی ڈگری اور ایک اُن پر ہو جائیگی۔ اور پھر ہمکو حق حاصل ہوگا۔ کہ اس کو آریون پر حجت پیش کرین۔ اور پبلک کو اس سے مطلع کرین۔ اس کے فیصلہ ہو جانیکے بعد ہم بیانتک بھی طیار ہونگے۔ کہ اگر آریہ صاحبان اسیقدر ثابت کردین۔ کہ آریہ ڈیبیٹنگ کلب لاہور کے ممبرون نے ذاتی طور پر نیوگ کا تجربہ کر لیا ہے اور جن عورتون کا ان مردون سے نیوگی سنجوگ ہوا اُن کا مفصل نام و پتہ و اولاد وغیرہ ایک مستند فہرست مین شائع کرین۔ تو پھر بعد تحقیقات ہم اپنے خیالات اور نتیجہ تحقیقات کو نیک نیتی سے عرض کردینگے۔ لیکن اگر اس سے بھی گریز کرین تو پھر انصاف نہین ہوسکتا کہ دنیا مین کونسا گوشہ انکو جگہ دے گا۔ اور کس منہ سے نیوگ اور آریہ دھرم کا نام لینگے۔ ناظرین غور کرو آیا یہ گالیان ہین یا کہ واقعات کا اظہار؟

۵۔ کتاب ماننے والی قومین اتنا تو جانتی ہین کہ عورت اور مرد مین بیاہ کا وہی سنجوگ جائز ہوتا ہے جو مسئلہ کتاب کے مطابق کیا جائے آریہ بیاہ بھی وہی جائز ہوسکتے ہین۔ جو اُن کے وید و نکے مطابق ہون۔ جو تعلقات ویدونکے مطابق نہیں وہ اور اُنکے تمام نتائج اور اولاد وغیرہ بھی ناجائز ہی ہوتے ہین۔ آریہ صاحبان نیوگ کے عملی ثبوت کے مطالبہ کے جواب مین بجز یہ پیش کرتے ہیں کہ زمانہ حال کے آریہ بیاہ ویدون کے مطابق نہیں ہوتے۔ اور اسلئے

جاتا۔ آریوں کی یہ ایک ایسی نامعقول ... دوسرے معنے یہ ہیں۔ کہ تمام آریہ گویا ...ے ہیں۔ اور ان کی تمام اولاد ناجائز ہے ... ان لوگوں کی عقلوں پر کیسا ایسے پردے ... کہ اپنی قوم کا بھی حیا نہیں کیا۔ ہر حیثیت ... ہیں کے انسان اُن میں موجود ہیں بڑے معزز اور شریف بھی ہیں۔ اُن سب کی نسبت ...ہیں کہہ دی ہیں جن کا بیان اعادہ کرتے بھی ... شرم آتی ہے۔ ہمیں تو گالیاں دی ہی تھیں ... اپنی قوم کو بھی رہنے دیا۔ ناظرین غور کریں کہ گالیاں نکالنے کے مکروہ الزام کا کون ملزم ہوتا ہے۔ ہم یا آریہ صاحبان؟

۶۔ اشتہار ع۲ میں جسقدر حوالہ جات ہمنے درج لئے ہیں۔ وہ اُسی کتاب ستیارتھ پرکاش سے ہیں جس پر "مستند" لکھا ہوا ہے۔ آریوں نے چالاکی اور دہوکہ دہی سے یہ لکھا ہے۔ کہ گویا ہمنے حوالوں میں تصرف کیا ہے سو! اے ناظرین با انصاف ستیارتھ پرکاش کو لیکر ہمارے اشتہار کی عبارتوں کو اس سے مقابلہ کرکے دیکھ لو۔ اگر ہمنے ایک لفظ بھی اپنی طرف سے ملایا ہو یا معنے مطلب بگاڑے ہوں تو بیشک ہم ملزم ہیں۔ ہاں البتہ اس قدر تو ہر ایک انسان جانتا ہے۔ کہ حوالہ دینے کیلئے ساری کتاب کی نقل نہیں لکہی جاتی۔ نفس مضمون کے متعلق جسقدر ضروری ہوتا ہے ایسے طریق میں کہ مصنف کا منشا فوت نہو۔ اقتباس کرکے لکہنا دیانتداری کا کام ہے اسی طرح ہمنے مصنف کے منشا کو رعایت رکھکر مضمون کے متعلق جتنا ضروری تہا لکہہ دیا تہا ... صاحب یہ ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ ہمنے ... حوالوں میں اپنی طرف سے کوئی تصرف کیا ہو؟ ... بار کہتے ہیں۔ کہ اُن عبارتوں میں جو ہمنے ... کے لئے نقل کی ہیں اپنی طرف سے ایک حرف بھی کم اور زیادہ نہیں کیا۔ ہاں اگر اس مستند کتاب کے سوا کوئی اور کتاب مستند ستیارتھ پرکاش آریہ صاحبان کے پاس ہے تو مہربانی کرکے یا تو اس میں سے وہی عبارتیں نقل کرکے شائع کردیں جو ہم نے لکہی ہیں یا وہ کتاب ہمارے پاس بہیجدیں ہم اسی سے عبارات نقل کرکے دوبارہ شائع کردینگے۔ اور اس کے لئے آٹھ روز کی میعاد مقرر کیجاتی ہے۔ اگر آٹھ روز میں دونوں باتوں میں سے آریہ صاحبان نے کوئی بات نہ کی تو ناظرین انصاف کریں! کیا یہ گالی ہے؟

۷۔ یہ بات عام طور پر مشہور ہو چکی ہے۔ کہ آریہ صاحبان نے زٹلی اور ابراہیم جیسے چند بازاری لکچراروں کو ساتھ ملاکر طرح طرح کی باریک اور مخفی چالاکیوں کو مسلمانوں کے تمام فرقوں کے معزز اور مسلم علماء اور فضلاء اور انجمنوں کی توہین کی۔ اور مقدس اور مطہر اسلام کے برخلاف شرارت کی نیت سے منصوبے بنائے۔ کہیں ان سے جہوٹے اشتہار نکلوائے اور کہیں انکو شہ دیکر اپنی مجلسوں میں معزز اور خطاب یافتہ مسلمانوں کو ان سے گالیاں دلوائیں۔ کہیں ایک ... سائل پیشہ بیعلم کو مولوی اور وکیل اسلام کے خانہ ساز خطابات دیکر مسلمانوں کا دل دکہایا۔

آریہ لوگ ایسی حرکتیں تمام مسلمانوں کی توہین کی نیت سے کر رہے ہیں۔ اور اس بیہودگی پر اسقدر مصر ہیں کہ اب تک بہی ان باتوں سے باز نہیں آتے۔ باوجودیکہ مسلمانوں کے تمام معزز فرقوں سُنّی، شیعہ، غیر مقلد وغیرہ کے مسلم اور مستند علماء اور لاہور کی تمام مسلم اور مستند انجمنوں نے صاف لفظوں میں لکہہ دیا ہے کہ ابراہیم کسی فرقہ یا انجمن کیطرف کے وکیل اسلام نہیں۔ لیکن پہر بہی آریوں نے اپنے اشتہار میں لکہا ہے۔ کہ اب تک وہ ابراہیم کو وکیل اسلام ہی تسلیم کرتے ہیں۔ اس منصوبہ کو تقویت دینے کے لئے انہیں نکمے مسلمان نام کی ایک انجمن بنوالی ہے جس کا نام حامی اسلام رکھہ لیا ہے۔ لاہور میں کوئی مستند انجمن حامی اسلام مسلمانوں کے کسی فرقہ کی موجود نہیں۔ اور یہ منصوبہ بہی ہمارے اشتہار ع۲ کے بعد بنایا ہوا ہے۔

ہم تو حیران ہیں۔ کہ ان پڑہے لکہے آریوں کو کیا ہوا کیوں خدا سے مقابلہ کی ٹہان لی ہے۔ ان کی عقلیں کہاں گئیں۔ صداقت ایسی شرارتوں سے تو مغلوب نہیں ہو سکتی۔ ناظرین ذرا غور سے آریہ صاحبان کے پہلے اشتہار کی سطر ۲۴ و ۲۵ پڑہکر دیکہیں کہ اُس میں صاف لفظوں میں لکہا ہے کہ آپ کا یہ ظاہر کرنا کہ آپ تمام اہل اسلام کے وکیل بنکر ہم سے مباحثہ کرنا چاہتے ہیں۔ ہم ماننے کیلئے ہرگز تیار نہیں جب تک کہ اہل اسلام کی کم سے کم دو چار مستند انجمنوں کی طرف سے اس امر کے ثبوت میں آپ تحریرات شائع نہ کراویں"۔ اسمیں آریوں نے آپ ہی ایک اصول قائم کیا ہے کہ ان کے نزدیک وکیل اسلام وہ شخص ہی تسلیم ہو سکتا ہے۔ جس کی وکالت کے ثبوت میں دو چار مستند انجمنوں نے پہلے سے تحریرات شائع کردی ہوں۔ یہی ایک ضروری اور اقل معیار اسلامی وکالت کے لئے انہوں نے خود مقرر کیا ہے تو اب اگر ان صاحبان میں کچہ بہی غیرت اور حیا اور حق پروری کا خیال ہے تو وہ ثابت کریں۔ کہ انہوں نے ابراہیم کو وکیل اسلام اسلئے تسلیم کیا ہے کہ اسکی وکالت کے ثبوت میں دو چار مستند انجمنوں کیطرف سے ان کے تسلیم کرنے سے پہلے ایسی تحریرات شائع ہو گئیں تہیں کہ گویا انہوں نے ابراہیم کو اسلام کی طرف سے ان کے ساتھہ مباحثہ کرنیکے لئے وکیل منتخب اور منظور کیا ہے۔ اور ہم یقیناً کہتے ہیں کہ لاہور کی ایک بہی مستند انجمن کیطرف سے کوئی ایسی تحریر شائع نہیں ہوئی تو باوجود اسبات کے پہر بہی انکا ابراہیم کو وکیل اسلام اور مولوی لکہنا کس ایمانداری اور حق پروری پر مبنی ہو سکتا ہے۔ ہم اسوقت آریوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ دو چار مستند انجمنوں کی طرف سے ایسی تحریرات شائع شدہ پیش کریں اور اگر وہ پیش نہ کریں گے اور ہرگز وہ پیش نہ کر سکینگے تو اے اہل انصاف! یاد رکہو کہ ان لوگوں کی نیتوں میں مفسدہ پردازی اور شرانگیزی کے سوا اور کیا ہے۔ اور اُن پر اور ان کے طریق و دہرم پر منصوبہ باز اور باطل ہونے کی ایک اور مہر لگ گئی ہے۔ کیا کوئی آریہ ہے جو ایسی تحریر پیش کرکے اس سیاہی کو چہرے سے دور کر سکے! ہم کو آریوں کی اس دستاویز نے حق دیدیا ہے۔ کہ ہم انکو خلاف گو کہیں۔ اے آریہ دوستو! سوچو! کیا یہ حق جو لی آپکی ہے؟ حق سے مقابلہ کرنے سے آپ کو یہ خفت اور شرم اٹہانا پڑی۔ اب بہی باز آؤ اور حق سے فائدہ اٹہاؤ۔

۸۔ جو لوگ علے الاعلان فواحش اور زناکاری کرتے ہیں۔ اُن سے کون عقلمند تعارض کرتا ہے۔ آریہ صاحبان اگر یہ دکہلا دیں کہ وہ علے الاعلان نیوگ کرتے ہیں۔ تو ہم بہی انکو کیونکر تعارض کرینگے کیونکہ نیوگ ہمارے ایمان میں زناکاری ہی ہے۔ خلافت اور وراثت انسانی خاصہ ہے۔ جس کے لئے اس کو دوسرے حیوانوں سے امتیاز حاصل ہے۔ اسی لئے تحقق وحفاظت نطفہ فطرتاً لازمی ٹہیرکر انسانی حقوق کے بچاؤ کا ایک ہی ذریعہ ہے اور اسی لئے اس کی خلاف ورزی بحث ظالمانہ حق تلفی ہونیکی وجہ سے زناکاری نام رکہاتی ہے۔ اور حکومت اور قوم کی طرف سے سخت عقوبتوں سے قابل سزا ٹہیرتی ہے۔ نیوگ میں تحقق وحفظ نطفہ کے اصول قایم نہیں رہتے اور اسی لئے یہ زناکاری ہے۔ قانون سرکاری کے رو سے بہی بیاہی عورت کا اپنے خاوند کی موجودگی میں اُس کے سوا کسی غیر سے کسی حالت میں ہمبستری کرنا زناکاری ہے۔ اسی کے متعلق صاحب مجسٹریٹ درجہ اول ضلع پشاور نے بمقدمہ مہرچند بنام گنگا بشن وغیرہ مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۸۹۹ء کے فیصلہ میں لکہا ہے "مستغاثہ یہ بہی بیان کرتا ہے۔ کہ کتاب مذکور کے صفحہ ۲۰۰ پر لکہا ہے کہ دیانند کے پیرو زناکار ہیں۔ اور چونکہ مستغیث بہی دیانند کا ایک مرید ہے۔ اس لئے اس بیان سے اسکی بہی توہین ہوئی ہے۔ اصل کتاب کی عبارت یہ ہے **"اب اس فن زناکاری کے استاد (دیانندجی) کی تحریری ہدایات کے مطابق یہ دیانند کے پیرو زنا کریں اور کرائینگے"**۔ اسبات سے انکار نہیں ہو سکتا کہ دیانندجی کی خاص مذہبی کتاب ستیارتھ پرکاش میں فن ہمبستری کے متعلق ہدایات درج ہیں۔ اور مستغیث بہی اس بات کو تسلیم کرتا ہے۔ کہ اُس کا اس مسئلہ پر ایمان ہے۔ جسمیں ایک بیاہی عورت اپنے خاوند کی زندگی میں اسکے سوا غیر بیاہے مردوں سے ہمبستری کر سکتی ہے۔

یہ رسم بیشک زناکاری ہے

ملزم نے نیک نیتی کے ساتہہ صحیح واقعہ بیان کردیا ہے کہ دیانندجی کے پیرو فن نے مندرجہ مسائل پر ایمان لاکر اب زناکاری شروع کردی ہے۔ اور اگر وہ اسی ایمان پر قائم رہے تو زیادہ زور سے زناکاری کا ارتکاب کرنے لگ جائینگے۔ بس نیوگ تو ناکاری ہے۔ اور جس کتاب میں اس کی ہدایات درج ہیں وہ کتاب بہی فحش آموز ہے۔ آریوں نے ہم پر گالی نکالنے کی جہوٹی تہمت لگاتے ہوئے ذرا شرم نہیں کی کہ گالیاں تو نیوگ کا نام پبلک کے سامنے لینا ہے۔ زناکاری کے حامی خود زنا کرتے کراتے رہیں تو خیر ہے۔ لیکن اگر وہ دوسرے لوگوں پر طرح طرح کی اغوا آمیز تحریروں سے اس کا اثر ڈالیں اور ان کو اور ان کی عورتوں کو اس کے مرتکب ہونے کی ترغیب یا نصیحت کنایہ یا صراحت سے کریں تو وہ اغوا اور توہین اور بدچلنی اور بداخلاقی پہیلانے کے مرتکب ہونے کے مجرم ہیں۔ یہی حال آریوں کا ہے۔ کہ نیوگ کے زناکاری میں مبتلا کرنے کیلئے مختلف قسم کے حیلوں سے لوگوں کو اغوا کر رہے ہیں۔ زناکاری کے حامی اور مرتکب اخلاقی دنیا میں کسی شرافت اور حیثیت کا دعوے نہیں کر سکتے۔

ناظرین غور کریں۔ کہ یہ لوگ جو تمام ہندوؤں کو زناکار بنانا چاہتے ہیں۔ کیا یہ گالیاں نہیں ہیں۔

۹۔ اسبات کو تو ہر ایک آدمی جانتا ہے کہ انسان کا ابتدائی نام نطفہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد جنین پہر بچہ وغیرہ نام رکہاتا ہوا اپنے عمر کے سب مرحلے طے کرتا ہے۔ اور اس بات سے بہی اکثر لوگ واقف ہونگے۔ کہ تشخیص و تعزیر جرائم میں سیاسی طور پر ہر ایک جرم کی عظمت اور خفت کی رعایت بہی بیجا سمجھی گئی ہے۔ ایک پیسہ چوری کرنے والا بہی چور ہے اور لاکہہ روپیہ چوری کرنیوالا بہی چور کہلاتا اور سنگینی جرم کے لحاظ سے سزا پاتا ہے۔ انسان فروشی کے جرم میں نطفہ سے لیکر اخیر عمر تک انسان کا خرید و فروخت کرنا انصافاً شامل ہیں۔ اور اسی اصول پر برٹش گورنمنٹ نے بہی نطفہ سے لیکر اخیر عمر تک انسان کی حفاظت کے لئے قوانین نافذ کئے ہوئے ہیں۔ اسی معقول گورنمنٹ نے اسقاط حمل اور قتل کا قانونی انسداد بہی اسی واسطے کیا ہوا ہے۔ نیوگ تو فی الواقعہ انسان فروشی ہی ہے۔ اس میں ایک جوان تہوڑی سی مٹہائی یا روپیہ یا لذت کے عوض میں اپنا پیارا لخت جگر جس کا ابہی نطفہ نام ہے۔ کسی دوسرے کے ہاتہہ اس کی بیوی سے ہمبستری کرکے فروخت کرتا ہے۔ اور یہ ایک ایسی قطعی بیع ہوتی ہے۔ کہ پھر ایک دوسرے یعنے حقیقی والد و مولود کا باہمی کوئی تعلق نہیں رہنے دیا جاتا۔ اور دونوں ایک دوسرے کی راحتوں اور خوشیوں اور فائدوں سے ہمیشہ کیلئے منقطع اور محروم کر دئے جاتے ہیں۔ دونوں کے حقیقی حقوق پر ایک غاصبانہ اور ظالمانہ حملہ ہوتا ہے۔ اسلئے نیوگ جسکا دوسرا نام **انسان فروشی** صحیح ہے۔ انسان کو حقیقی حقوق سے ظالمانہ اور غاصبانہ طور پر محروم کردینیکا ذریعہ ہے۔ اور تہذیب اور انسانی شرافت

اور لچ اور پت اور غیرت اور عقل اور اصول تمدن جمہور اور حق شناسی اور حقیقت اور سچائی کے سراسر خلاف ہے ×

۱۰ نیوگ جبکہ اپنی کیفیات کے لحاظ سے زناکاری اور انسان فروشی وغیرہ جرائم کی ہمشکل ہے۔ اگر اس کو صرف اولاد لینے کے بہانے سے جائز قرار دیا جائے۔ تو پھر کسقسم جرائم اور سماجی اور بداخلاقیون اور ظلمون کو مختلف قسم کے حیلون اور بہانون کی بنا پر جائز ٹھیرانا اور رواج دینا پڑے گا۔ اور اس لئے اس ایک جرم کا رواج ہزارہا جرائم کا دروازہ کھول دیگا۔ اور اس کثرت سے ملک مین جرائم شروع ہو جائینگے جن کا انسداد مشکل ہو جاویگا۔ اور ملک مین بے امنی اور تمدن سہل جائیگا۔ اور تہذیب سے گرکر ملک وحشت اور جہالت میں غرق ہو جائیگا۔ اور اسی قدیم زمانہ کے بن باسی جنگلی گنوار پالن زندگی کی طرف تنزل کر جائیگا۔

۱۱۔ نیوگ کرانے والون کو سخت مکروہ دہوکہ بازی کا بہی مرتکب ہونا پڑتا ہے۔ کیونکہ یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اصل مقصود اس سے اولاد حاصل کرنا ہے تو ساتھہ ہی اس کے یہ بہی ضروری خواہش ہوتی ہے کہ اولاد مضبوط تندرست اور خوبصورت حاصل ہو۔ اور اس غرض کے حاصل کرنے کیلئے کسی تنومند اور خوبصورت مضبوط القوےٰ جوان کو تلاش کیا جائے۔ پھر اگر کوئی ایسا جوان دستیاب بہی ہو جائے اور اس کا نیوگ کرنے کا خیال نہ ہوا اور اوہر اوہی سے خلاف اس کی مدنظر ہو تو چونکہ جوانی مین لوگ عموماً مغلوب الشہوت ہوتے ہین اسکو نیوگ کی خواہشمند نازنین اپنے حسن کی آراستگی اور طرح طرح کے ناز و انداز سے فریفتہ کرکے دہوکہ سے نیوگ کرا سکتی ہے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے بعض شریر لوگ گانٹ کے خوشنا زیورون کو سڑکون پر ڈال کر ناواقف لوگون کو لوٹ لیا کرتے ہین۔ ہم یہ تو نہین کہتے کہ تمام آریہ ایسے ہی کرتے ہین البتہ یہ ضرور ہے کہ ایسی صورت کا پیش آنا ممکن ہے ×

۱۲۔ یہ امر تسلیم کیا گیا تہا کہ یہ مباحثہ تحریری قومی اور قطعی ہوگا۔ اور یہ انتظام قرار دیا گیا تہا کہ فریقین اپنے اپنے مذہب کے حامیوں کو شریک کرین گے۔ چنانچہ اسی قرارداد کے مطابق اسلام کے حامیون کو شریک کرنے کیلئے ہم نے اشتہار عام شایع کرکے ان کو درخواست کر دی تہی۔ کہ مسئلہ نیوگ پر اپنے اپنے اعتراضات لکھہ کر ہمارے پاس بہیجدین۔ تاکہ حسب قرارداد ان کو مشتہر اور مرتب اور شایع کرکے آریون کے پاس جواب کیلئے بہیجدیا جائے۔ اور آریہ صاحبان کو صاف لفظون میں بار بار بذریعہ اشتہارات کہا گیا تہا کہ اسی قرارداد کے موافق آپ بہی آریہ مت کے حامیون کو اشتہارات دیکر درخواست کرو۔ کہ مسئلہ طلاق پر اپنے اعتراضات آپ کے پاس بہیجدیا کرین۔ ان کو اسیطرح شایع کرکے آپ ہمارے پاس بہیجدین۔ لیکن افسوس کہ آریہ صاحبان نے ہمارے اشتہار عام کی درخواست اور شرائط قرار داد کے مطابق کوئی اشتہار عدیا بلکہ آج تک نہیں دیا جونکہ یہی ایک طریق قومی فیصلہ کیلئے سب سے ضروری تہا۔ اس سے آریون نے پہلوتہی کرکے ثابت کر دیا کہ در حقیقت مباحثہ تحریری سے وہ گریز اور فرار کر گئے۔ آریون نے اب تو کئی ماہ گذرنے کے بعد لوگوں کی سخت ملامت اور شرمندہ کرنے سے تنگ آکر اپنا داغ مٹانے کیلئے یہ اشتہار شائع کیا ہے۔ اور لوگون کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے بلا رہے ہین۔ ورنہ اگر ان مین سچی جرأت ہے۔ اور ان کا یہ اشتہار سچا ہے اور وہ خود سچ دہرم رکہتے ہین۔ اور سچ اور جہوٹ کا نبیڑا چاہتے ہیں۔ تو **ہماری مطلوبہ باتیں پوری کردیں** اور پھر ہمین اپنا جواب سنائیں۔ اور ہم سے سنیں۔ اگر ہماری اسبات مین بہی آریہ صاحبان لوگون کو مغالطہ دینا چاہیں تو ہم انکو اسی قسم وگرچہ عرض کرتے ہیں جو ان کے نزدیک سب سے زیادہ پاک اور معزز ہو۔ کہ وہ اپنا وہ اشتہار پیش کرین جو انہون نے ہمارے اشتہار عام کی درخواست کے مطابق شائع کیا ہو جسمین اپنی قوم کے حامیون سے طلاق پر اعتراضات جمع کرنیکا انہون نے انتظام کیا ہے۔ اسبات کو انصاف پسند ناظرین خوب سمجھ سکتے ہیں کہ اگر آریہ صاحبان کوئی ایسا اشتہار پیش نہ کر سکین اور یقیناً وہ پیش نہ کر سکینگے تو یہ بات ان کے گریز اور اسلام کی فتح پر بین شہادت کا حکم رکہنے والی قرار پا جائیگی۔

ہم اسبات کو دوبارہ واضح کرنا چاہتے ہین۔ کہ ہماری یہی اصولی شرط تہی جس کی بنا پر تحریری مباحثہ منظور کیا تہا۔ تاکہ یہ ایک قومی مباحثہ ہو اور ایک دفعہ کامل تیاری کے ساتھہ ان مسائل کا فیصلہ ہو جائے فرداً فرداً قوم و ملک کا وقت ضایع نہ ہو اور ناحق کے جھگڑون سے ہمیشہ کیلئے امن ہو جاوے۔ لیکن جس بات کیلئے آریہ صاحبان گریز کرتے تہے۔ آخر مجبوراً انہون نے وہ اپنے اس اشتہار مین اب لکہدی ہے کہ آریہ سماج میں ہر ایک شخص اپنے ساختہ پرداختہ کا خود ذمہ وار ہے اور یہی آپ مین اور ایک آریہ سماجی مین بڑا فرق ہے۔ کیونکہ آریہ سماجی اندہا دہند کسی شخص پر اعتبار نہین کر سکتا۔ گو آریہ صاحبان نے بڑے فخر سے یہ کلمات لکہے ہیں۔ لیکن فی الحقیقت یہ شرمناک کلمات ہین۔ ایک تو اس لئے کہ ان سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ کوئی آریہ آپس مین اعتبار کے قابل نہیں۔ جب باہم ان کو ایک دوسرے پر اعتبار نہیں تو باہر اعتبار کا کیا حق ہو سکتا ہے۔ ان کا مذہب ان مین قومی تمدن اور سلک اور قومیت اور حمیت اور اخوت قائم نہین کر سکا۔ نفسا نفسی اور تفرقہ ہی تفرقہ ان مین ہے۔ اس لئے کہ اگر ان مین یہی باتین تہین تو ان کو ابتدا مین ہم سے مخفی رکہہ کر ہم کو اس دہوکہ مین رکہا کہ ان مین قومیت کا سلسلہ ہے۔ پہر جب بہت روپیہ اور کوشش اور وقت ہمارا خرچ ہو چکا تو اس کے بعد اس راز کو کہولا۔ ہمارے اشتہار کو دیکہہ لو ہم تو قومی اور قطعی مباحثہ کرنا چاہتے تہے۔ مگر ایک ایک سے ساتہہ کون مباحثہ کر سکتا ہے۔ یہ بات تو ہم کو اب ہی معلوم ہوئی ہے۔ کہ یہ صاحبان ویدون کو الہامی بہی نہین مانتے۔ کیونکہ اس امر کی تصدیق کرنے والے گواہوں اور ویدوں کے لانیوالوں پر بہی ان کا اعتبار نہین ہو سکتا تو یہ کیسے الہامی ہو سکتے ہین۔ یہ بہی ہم کو اب معلوم ہوا ہے۔ کہ سوامی صاحب پر بہی انہین اعتبار نہیں۔ اور وہ اپنے ساختہ پرداختہ کے خود ذمہ وار تہے ان کی تعلیم سے ان کا کوئی واسطہ نہیں وغیرہ وغیرہ ہم کو تو سخت افسوس ہوتا ہے۔ جب ہم یہ دیکہتے ہین کہ اس ساری کارروائی کی ذمہ واری کا بوجہ بہی صرف بیچارے مسٹر دہرم چند پر ڈالکر سب الگ ہو گئے۔ اور وہی ہمارے مخاطب ٹھیرتے ہین۔ کیا یہی حقیقت تہی جس کے حوصلہ پر ہمارے صادق و مصدوق امام حضرت

میرزا غلام احمد صاحب

کے ساتہہ مباحثہ کرنا چاہتے تہے۔ اس واسطے اب یہ ضرورت بہت زور سے پیش آگئی ہے کہ آپ تمام آریون کیطرف سے مصدقہ مختارنامہ حاصل کرین۔ یا اس شخص کو ہمارے مقابل پر پیش کرین جس کے پاس تمام آریونکی طرف سے مختارنامہ موجود ہو۔ کیونکہ جدا جدا ایک ایک سے مباحثہ تو ہماری دس عمرون مین بہی ختم نہین ہو سکتا۔ آریہ صاحبان مختارنامہ حاصل کرنے بغیر ایک حرف بہی بول نہین سکتے اور نہ لکہہ ہی سکتے ہین ×

۱۳۔ ناظرین جانتے ہین۔ کہ آریہ صاحبان نے ہم سے بحیثیت احمدی جماعت ہونے کے مباحثہ کرنا منظور کیا تہا۔ چنانچہ ان کے پہلے اشتہار مین یہ عبارت ہے "آپ کو ایک محدود احمدی جماعت کی حیثیت مین سمجہتے ہوئے بہی ہم آپ سے مباحثہ کرنے کیلئے بخوشی تیار ہین" اور اس کے لئے ان کو جبر نہین کیا گیا تہا بلکہ خود اپنی خوشی سے انہون نے یہ کہا تہا۔ اس نئے اشتہار مین انہون نے لکہا ہے۔ کہ گویا ہم کفر کے فتوے لگے ہین وغیرہ وغیرہ۔ اب یہ ظاہر ہے۔ کہ آریہ صاحبان کو اس امر کے اشتہار مین بیان کرنیکی اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ ان کے نزدیک کفر کے فتوون کے ذریعے سے ہماری اس حیثیت مین اب تغیر اور فرق آگیا ہے جس کو مباحثہ کرنے کیوقت انہون نے تسلیم کیا تہا۔ کیونکہ مباحثہ منظور کرنے سے پیشتر کی حالت کا اب [illegible] بیان کرنا تو اسوقت بجا اور عقلمندی کا کام ہو سکتا تہا۔ جسوقت ہمکو مباحثہ کیلئے بلایا تہا اور پہر جسوقت ہم سے تحریری مباحثہ طے کیا گیا تہا۔ اور یہ بہی مسلم بات ہے کہ کسی غیر کے کافر کہنے سے انسان کافر نہین ہو سکتا۔ آریہ صاحبان خود ہی غور کرین کہ سناتن دہرمی اور دوسرون نے ان پر کیسے فتوے دیئے انہیں بے حیثیت اور وحشی وغیرہ کہا تو کیا ان کے فتوون سے حقیقت آریہ صاحبان ویسے ہو گئے ہین؟ اگرچہ ہم آواز بلند کہتے ہین کہ منظوری مباحثہ کےوقت پیشتر کا بہی کوئی فتویٰ ایسا نہین جسکے رو سے ہماری اس حیثیت مین فرق ڈالنے والے کلمات ہون۔ بلکہ کوئی فتویٰ ہی نہین لیکن ہم اسوقت آریون سے یہ عرض کرتے ہیں کہ مہربانی کرکے وہ فتوے پیش کرین جو کسی جماعت علماء کی طرف سے ہمارے احمدی جماعت مین ہونے کی حیثیت کے تغیر اور تکفیر کے متعلق شایع ہوا ہو۔ اور اگر پیش نہ کر سکے تو اپنے جہوٹے ہونے پر ایک مہر لگا دینگے۔ ایسی غیر متعلق باتون کو آریہ صاحبان صرف ہمین گالیان دینے کیلئے لکہتے ہین۔

۱۴۔ سچائی اور انصاف اور معقولیت سے بیزار اور ہر طرف ناکام اور محصور ہوکر جہنجلاہٹ سے آریون کا ہمارے گلے پڑ جانا اور ذاتیات پر اتر آنے اور ہمین اور ہمارے سردار فخر موجودات سرور کائنات خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور ہمارے مقدس اور پاک امام مہدی و مسیح آخرالزمان علیہ السلام اور مسلمانون کے تمام فرقون کے علماء کو صراحت اور کنایت سے برا بہلا کہنے کا جواب ہم اسوقت تو نہین دیتے۔ ہم اس پر صبر کرتے ہین ×

۱۵۔ آریہ صاحبان نے لکہا ہے "ہمارا ارادہ آپکے اشتہارات کا جواب دینے کا نہ تہا۔ اور ہم آپکے اشتہار کا کوئی نوٹس نہ لینگے اور کوئی جواب نہ دیا جائیگا" آریون کا اصل منشا ہی معلوم ہوتا ہے کہ سچائی کے اس زبردست پنجے سے بچنا ہی چاہتے ہین اور بات بہی بنی رہے۔ کیونکہ انہون نے خود ہی تو پہلے یہ سلسلہ چہیڑا تہا۔ اور خود ہی کلب قائم کیا۔ لوگون کو مباحثہ کیلئے مدعو کیا۔ اشتہارات شایع کئے۔ ہمین بہی خصوصیت کے ساتہہ مدعو کیا۔ اور ہم سے جواب اور سوال طلب کئے۔ ہم نے بدین مصلحت پہلے انکار ہی کیا کہ مباحثوں سے چندان نیک نتیجہ پیدا نہین ہوتا اور ہمارا زبانی مباحثات کرنیکا اصول نہین فضول طبع آزمائی کو ہم بیہودہ اور لغو سمجہتے ہیں۔ لیکن ان کی متواتر التجاؤں اور پر اصرار درخواستون سے ان سے مباحثہ منظور کیا ہم کو یہ خیال تہا کہ آریہ پنڈت لیکہرام کی موت کے بعد سچائی سے فائدہ اٹہانے کیلئے مستعد ہونگے اور ہٹ دہرمی اور عورتون کی طرح طعن و تشنیع اور دوسرون کو ترغیب دینے اور بہڑکانے سے باز آگئے ہونگے۔ لیکن اسکے خلاف ثابت ہوا ہے اب جبکہ آنکو اپنی کمزوری یہانتک معلوم ہو گئی ہے کہ ہر حال میں اپنی عاجزی اور شکست کو تسلیم کر رہے ہین۔ پہر بہی کچہہ فائدہ نہین اٹہاتے اگر انکی یہی حالت ہے تو ہم بہی کہان تک انکو مجبور کر سکتے ہیں یہ تو رضا مندی کا کام ہے۔ خیر اپنے گہر سلامت رہین پر نیوگ کو چہوڑدین اور از روئے انصاف وہ پابند ہیں کہ اسکو عمل اور ایمان سے خارج کر دین۔

ہمنے پوری نیک نیتی اور خیرخواہی اور سچی ہمدردی سے ان باتونکو کہا ہے۔ ہم تو یہی کہتے ہین کہ آریہ صاحبان نصیحت کی باتین قبول کر لین اور یہ شرط کہ ہمارے تمام مطلوبہ امور کا ہم سے ہو نہیا ان آریہ صاحبان کیلئے اس [illegible] جواب تسلیم ہوگا۔ اصل مطلب کے دیگر ادہر ادہر کی فضول باتون مین ٹالنے کی کوشش کرنا فضول اور بے مطلب اور غیر متعلق بات ہوگی۔ پس ہم اپنے دوست آریہ مرد میدان بنیں اور ہیچ امور میں پیچ نہ ڈالین۔ والسلام علےٰ من اتبع الہدیٰ

الملتمس

آریونکو بہی نصیحت کرنیوالا خاکسار محمد [illegible]

مختصر نوٹ اور نکات

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں ایک قوم بنانے اور وحدۃ کی روح پھونکنے کے واسطے آیا ہے قوم کو قوم بنانے کے واسطے جہاں اور بہت کی باتوں کی ضرورت ہے اس امر کی بھی ضرورۃ ہے کہ ان کے رشتے ناطے باہم اپنی ہی قوم میں ہوں یعنے سلسلہ عالیہ احمدیہ سے اتفاق رکھنے والے غیروں کے ساتھ تعلقات پیدا کرنے کی سعی نہ کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس ضرورت کو محسوس کیا تھا اور ۷ر جون ۱۸۹۸ء کو ایک خاص اشتہار اسی غرض کے لئے شائع کیا تھا۔ جس کے دو تین جملے یہ ہیں۔

"باہمی اتحاد کے بڑھانے کے لیے اور نیز انکو اہل اقارب کے بد اثر اور بد نتائج سے بچانے کے واسطے لڑکیوں اور لڑکوں کے نکاحوں کے بارے میں کوئی احسن انتظام کیا جاوے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ مخالف مولویوں کے زیر سایہ ہو کر تعصب اور عناد اور بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہونچ گئے ہیں ان سے ہماری جماعت کے لیے رشتے غیر ممکن ہو گئے ہیں جب تک کہ وہ توبہ کر کے اس جماعت میں داخل نہ ہوں۔ اور اب یہ جماعت کسی بات میں ان کی محتاج نہیں مال میں دولت میں علم میں فضیلت میں خاندان میں پرہیزگاری میں خداترسی میں سبقت رکھنے والے اس جماعت میں بکثرت موجود ہیں اور ہر ایک اسلامی قوم کے لوگ اس جماعت میں پائے جاتے ہیں تو پھر اس صورت میں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت نئے تعلق پیدا کرے جو ہمیں کافر کہتے اور ہمارا نام دجال رکھتے یا خود تو نہیں مگر ایسے لوگوں کے تابع اور ثناخوان ہیں۔

یاد رہے کہ جو شخص ایسے لوگوں کو چھوڑ نہیں سکتا وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں جب تک پاکی اور سچائی کے لیے ایک بھائی بھائی کو نہیں چھوڑے گا اور ایک باپ بیٹے سے علٰحدہ نہیں ہوگا تب تک وہ ہم میں سے نہیں۔"

ان فقرات کو پڑھو اور سوچو کہ کہاں تک یہ پاک وجود قوم کو قوم بنانے کی فکر میں ہے اور کس طرح قوم کے تزکیہ اور تصفیہ کے لیے دردمند ہے۔

بسا اوقات یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ہم کبھی کبھی کوئی پیراگراف یا جملہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا بزرگان ملت کی تصانیف سے لیکر درج کرتے ہیں ایسا اعتراض کرنے والے یاد رکھیں کہ ہمارا کام بار بار ناگ کر اور اخبار کے ذریعہ قوم میں ان تحریکوں کو اور پاک اغراض کو پھیلانا مقصود ہے جو حضرت حجۃ اللہ کی بعثت کی علت غائی ہیں پھر ان کے بار بار ذکر سے ہم اخبار کے کالم تکرار سے سیاہ نہیں کرتے بلکہ اصل غرض پوری کرتے ہیں۔

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارہا فرمایا ہے کہ میں اپنی تصانیف میں ایک ہی مسئلہ کو بار بار اسلیے ذکر کرتا ہوں کہ کسی نہ کسی مقام پر تو پڑھنے والے پر اثر پڑے گا۔ اور وہ بیدار ہو کر بیٹھے گا۔

دراصل انبیاء علیہم السلام کے طرز کلام سے ناواقف لوگوں کو ایسا خیال ہو سکتا ہے کہ ان کے کلام میں تکرار کیوں ہوتا ہے؟ انبیاء علیہم السلام اپنے مقاصد اور اغراض کو ہر وقت ملحوظ خاطر رکھتے ہیں اس لیے جہاں موقع پاتے ہیں اس کا ذکر ضرور کر دیتے ہیں۔ وہ تکرار مفید اور قند مکرر کا مزہ دیتا ہے فضول نہیں ہوتا۔

حضرت حکیم الامۃ کی یہ بات کیسی لطیف اور نکتہ معرفت ہے کہ میں انبیاء علیہم السلام کے استقلال پر بھی قربان ہوتا ہوں ہمارے امام کی سچائی کی ایک یہ بھی دلیل ہے کہ کوئی بات ہو کوئی مضمون ہو اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا تذکرہ ضرور کریں گے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسر صلیب کے لئے مامور ہو کر آئے ہیں۔

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو ردّ مخالفین کے لیے طرز کلام ایجاد کیا ہے اس نے کل ملتوں کو جو باطل ہیں ہلاک کر دیا ہے یعنی یہ کہ ہر ایک آسمانی کتاب کا یہ فرض ہے کہ دعویٰ بھی آپ ہی کرے اور اس دعوے کی سچائی کی دلیل بھی آپ ہی دے۔ نہ یہ کہ دلایل کے لیے بیجا سجادہ سے حاشیہ چڑھائے جائیں اور اسکو آسمانی مان کر پھر اپنی دلایل کا اُسے محتاج قرار دیا جاوے۔ اس اصل سے دنیا کی کل ملتوں سے مقابلہ کرو سب کی سب یقیناً عاجز ہیں۔ صلیب کے پرستاروں سے پوچھو کہ انجیل میں مسیح کا دعویٰ کہ میں خدا ہوں یا خدا کا بیٹا ہوں اولاً دکھاؤ پھر اس کے دلائل انجیل ہی سے پیش کرو۔ وہ اس سوال سے ہلاک ہوتے ہیں وید کے ماننے والوں سے ان کے اعتقادی امور کے لیے پوچھو کہ وید میں ان کا دعویٰ اور دلائل دکھاؤ وہ یقیناً شرمندہ ہوں گے۔ غرض یہ ایسا زبردست اصل ہے کہ اسکو ہاتھ میں لیکر اسلام ہی غالب ہو سکتا ہے اور کوئی مذہب ٹھیر نہیں سکتا اور اس جدید علم کلام کا فخر صرف حضرت مسیح موعود کو ہے الالحمد۔

صلّ علی محمد وعلی آل محمد

ایک اور حربہ جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا گیا ہے وہ زندہ برکات اور خارق عادت نشانات ہیں کسی مذہب کا پیرو آج فخر سے بیان نہیں کر سکتا کہ اسکے مذہب کی سچائی کی دلیل وہ نشانات اور ثمرات ہیں جو ایک سچے مذہب کے پرستار میں ہونے چاہییں۔ یہ فخر بھی معرکہ عالم پر حضرت مسیح موعود کو آج دیا گیا ہے جو اسلام کی عظمت اور سچائی کا زبردست نشان ہے۔

مذہب اس زندگی کے حاصل کرنے کے لیے ہے جو خدا میں ہے اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی اور نہ آیندہ ہو گی بجز اسکے کہ خدائی صفات انسان کے اندر داخل ہو جائیں خدا کے لیے سب پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو اور میں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب رہے اور وہ یہ ہے کہ تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ کر ہمدرد نوع انسان ہو جاؤ۔ اور خدا میں کھوئے جاؤ۔ اور اُس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو۔ کہ یہی وہ طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں اور فرشتے مدد کے لیے اُترتے ہیں مگر یہ ایک دن کا کام نہیں ترقی کرو ترقی کرو

تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کے لیے متواتر سعی اور مجاہدات کی ضرورت ہے مجاہدات سے مراد شیوہ مردم آزاری نہیں ہے بلکہ مجاہدات سے مراد نفسانی جذبات اور خواہشوں کے خلاف جنگ کرنا ہے تزکیہ نفس کے لیے اس دھوبی سے سبق لینا چاہیے جو کپڑوں کو اول بھٹی میں جوش دیتا ہے اور دیے جاتا ہے یہانتک کہ آگ کی تاثیریں تمام میل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کر دینے میں تب صبح اُٹھتا ہے اور پانی پر پہونچتا ہے اور پانی میں کپڑوں کو تر کر کے بار بار پتھروں پر مارتا ہے تب وہ میل جو کپڑوں کے اندر تھا انکا جزو بنگیا تھا کچھ آگ سے صدمات اُٹھا کر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھا کر یکدفعہ جدا ہونا شروع ہو جاتا ہے یہانتک کہ کپڑے ایسے سفید ہو جاتے ہیں جیسے ابتدا میں تھے یہی انسانی نفس کے سفید ہونے کی ترکیب ہے اور تمہاری نجات اسی سفیدی پر موقوف ہے

حقیقی اور کامل مہدی دنیا میں ایک ہی ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو محض اُمی تھے حقیقی اور کامل مہدی حضرت موسیٰ علیہ السلام نہ تھے کیونکہ انھوں نے صحف ابراہیم وغیرہ پڑھے تھے اور نہ عیسیٰ علیہ السلام تھے کیونکہ انھوں نے توریت اور صحف انبیاء علیہم السلام پڑھے تھے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی انسان سے کچھ نہیں پڑھا تھا۔ بلکہ خدا تعالیٰ ہی نے پڑھایا جو پڑھا اسی لیے عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَى قرآن شریف میں آیا ہے۔ مسیح موعود کا نام بھی مہدی اسی لیے رکھا گیا ہے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا اور خاص خدا تعالیٰ ہی سے ہدایت پانے والا اور تمام روحانی وجود اس سے حاصل کرنے والا اور ان علوم اور معارف کو پھیلانے والا جن سے لوگ بیخبر ہو گئے ہیں کیونکہ یہ ضروری لازمہ صفت مہدویت ہے کہ گم شدہ علوم اور معارف کو دنیا میں لاوے اسی لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیے یہ بھی ہے کہ وہ ثریا سے ایمان لانے والا ہے۔

این یمین خلف امیر الدین طغرائی جنکا اصل نام امیر محمود تھا اپنے زمانہ کے فاضل اجل ہونے کے علاوہ خوش اخلاق اور نیک صفات تھے پیشہ زراعت سے تحصیل معاش کر کے ہمیشہ بڑے بڑے فاضلوں اور فقیہوں کی دعوتیں کیا کرتے تھے آپ نے مقطعات میں اچھے اچھے مضامین لکھے ہیں چنانچہ ذیل کے اشعار قابل غور ہیں

چون جامہ چرمین شمر صحبت نادان
زیرا کہ گران باشد و تن گرم ندارد
از صحبت نادان بتر نیز بگویم
خویشے کہ تو انگر شد و آزرم ندارد
زین ہر دو بتر دان تو شہی را کہ در اقلیم
با خنجر خونریز دل نرم ندارد
زین ہر سہ بتر نیز بشنو تا تو بگویم
پیرے کہ جوانی کند و شرم ندارد

رسالہ سراج الحق

دیکھنے پڑھنے سننے کے قابل۔ وفات مسیح میں نئی طرز کی بحث ہے صحابہ اور امت محمدیہ کا اسمیں اجماع وفات پر مسیح کی ثابت کیا گیا ہے۔ قادیان سے باہر ہم رسالوں سے کم نہیں جائیں گے۔ قیمت فی رسالہ ایک آنہ محصول علاوہ۔ دستخط اسپیشل خاکسار سراج الحق نعمانی کے پاس قادیان آنی چاہئیں۔

ایک خط

گذشتہ اشاعت سے آگے

مفسرین نے اس ذبیحہ کے متعلق ایک قصہ بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے قوم بنی اسرائیل میں سے ورثہ کے لالچ سے اپنے ایک عزیز کو قتل کر کے چوراہے میں ڈال دیا تھا۔ پھر حضرت موسیٰ کے پاس حاضر ہو کر اسی نے شکایت کی کہ میرے عزیز کو کسی نے قتل کر ڈالا ہے حضرت موسیٰ نے قاتل کی تحقیقات کی تو کچھ پتا نہ چلا تب بنی اسرائیل نے التجا کی کہ آپ اپنے رب سے اس کا حال دریافت کریں تب آنحضرت نے جناب باری تعالیٰ میں دعا کی اسوقت حکم ہوا کہ اللہ تعالیٰ تمکو ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے اس امر کو پہلے بنی اسرائیل نے مسخرا پن تصور کیا پھر اسکی ماہیت رنگت اور خاص علامات کی بابت سوال کرتے رہے آخرکار ذبح کیا مگر پہلی اور مہیجری سے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس گائے کا ایک عضو لیکر مقتول کی لاش پر مارو۔ وہ زندہ ہو کر خود بتلائے گا چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور وہ مقتول زندہ ہو گیا تب اس نے قاتل کا نام بتلا دیا اور وہی قاتل ثابت ہوا جو شکایت لیکر آیا تھا خدا کی قدرت سے ایسا ہونا کچھ بعید نہیں اور انسان کی مجال ہے کہ اسکے منشا یا امر کی نسبت یہ سوال کرے کہ اسنے ایسا اسطرح کیا اور کیوں کیا۔ اس کی قدرت کی یہ شان ہے

(اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ)

(لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ)

مگر ترتیب اور الفاظ قرآنی سے اس قصہ کی تصدیق نہیں ہوتی۔

اول تو ذبح گائے کا قصہ پہلے ہے اور قتل نفس بعد میں۔

دوم (وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً) علیحدہ یاد دلایا گیا ہے اور (وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا) علیحدہ یاد دلایا گیا ہے دونوں بیانوں پر اذ کا وارد ہونا ثابت کرتا ہے کہ دونوں قصے ایکدوسرے سے علیحدہ ہیں۔

سوم (وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ) میں (مخرج) کا لفظ استقبال کے واسطے ہے اور ایک دوامی قاعدہ کی طرف دلالت کرتا ہے

چہارم (کنتم تکتمون) سے ظاہر ہوتا ہے کہ چھپانے والے بہت سے لوگ تھے مگر اس قصہ سے صرف ایک قاتل ہی چھپانے والا تھا۔

پنجم (كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى) سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ مردوں کے زندہ ہونے کا کلیہ قاعدہ بیان فرماتا ہے کہ اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کیا کرتا ہے مگر سب دیکھتے ہیں کہ گائے کا عضو مقتول پر مارنے سے وہ زندہ نہیں ہو جاتے۔

ششم مثال اور مثل لہ دونوں غیر ہونے ہیں یہاں اگر مردہ زندہ کیا گیا۔ تو یہ عین احیاء موتی ہے نہ مثال احیاء موتی جیسا کہ خیال کیا ہے وہ سورہ اعراف میں آیا ہے۔

(فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى)

ہفتم موتی کا لفظ جمع کا اور جمع ہونا ظاہر کرتا ہے کہ نفس جس کو قتل کیا گیا مقتول تھا۔

ہشتم (نفس) کا لفظ جمع ہے اور وہ مقتول ایک تھا

نہم (یریکم آیاتہ) میں نشانات کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ تمکو اپنا نشانات دکھلاتا ہے مگر اس مقتول کا نشان تو ایک تھا اور آیات جمع ہے۔

دہم (یریکم) فرمایا ہے یعنی دکھلاتا ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو بنی اسرائیل تھے انکو کہاں وہ آیات اور نشانات دکھلائے گئے ان سے تو فقط بیان ہی کیا گیا تھا۔

یازدہم (یریکم) صیغہ مضارع کا ہے جو حال واستقبال پر دلالت کرتا ہے ماضی پر نہیں اور مقتول کا قصہ پہلے زمانہ ماضی میں ہو چکا ہے بیان تو ہر وقت ہو سکتا ہے مگر دکھلانا اسی وقت ہی پر ہو سکتا ہے

دوازدہم مضارع کے صیغے قرآن مجید میں عموماً ایسے قواعد پر دلالت کرتے ہیں جو کلیہ طور پر ہمیشہ کے واسطے جاری ہوں۔

سیزدہم (لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ) سے ظاہر ہے کہ یہ واقعہ اس قسم کا ہے کہ اس میں ہم عقل دوڑا سکیں اور سمجھ سکیں مگر ایسے گذشتہ قصوں میں جو عام مشاہدات کے خلاف ہوں کوئی عقل کیسے دوڑا سکتا ہے بلکہ عام لوگ یہ گمان کرسکتے ہیں کہ جیسے مداری لوگ جانوروں کے ٹکڑے کر کے زندہ دکھا دیا کرتے ہیں ایسا ہی یہ بھی ایک تماشا ہوگا

چہاردہم (مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ) تمام مکتومات کو شامل ہے پھر ایک خاص پر کیوں محدود کیا جاوے۔

پانزدہم قرآن مجید سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ گائے کا ٹکڑا مارنے سے وہ مقتول زندہ بھی ہوا۔ بلکہ ایک کلیہ قاعدہ کے طور پر ارشاد ہے (كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى)

شانزدہم اگر (كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى) سے یہ مراد لی جائے کہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو اس دلیل سے حشر ونشر کا قائل بنانا چاہتا ہے تو یہ دلیل بموقع ہے کیونکہ بنی اسرائیل حشر ونشر کے قائل تھے اور انھوں نے کوئی سوال ثبوت قیامت کی بابت نہیں کیا کم از کم اس موقع پر ان کی طرف سے ایسے سوال کا پیش ہونا۔ ثابت کیا جائے۔

ہفدہم۔ دنیا ایمان بالغیب کی جگہ ہے اس میں ایسے کھلے کھلے نشانات نہیں دکھلائے جاتے ورنہ ایمان بالغیب کی حکمت تلف ہو جائے گی۔

اب ہم اپنے ترجمہ کی تشریح کرتے ہیں۔ انسان کے اندر نیکی بدی کے لحاظ سے تین نفس ہیں۔ اول نفس امارہ جو بدی کی طرف حکم کرتا ہے مثلاً حرص ظلم۔ شہوت۔ شرارت۔ بخل۔ ترک صلوٰۃ ترک زکوٰۃ۔ ترک خیرات۔ سرکشی۔ اور نافرمانی (اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْۗءِ) دوئم نفس لوامہ جو بدی کے بعد انسان کو ملامت کرتا ہے اور نفس امارہ کے خلاف نیک باتوں کی ترغیب دیتا ہے۔ مثلاً قناعت۔ عدل۔ عفت احسان سخاوت۔ ادائے نماز۔ زکوٰۃ وصدقات۔ خدمت واطاعت وغیرہ کیطرف رغبت دلاتا رہتا ہے اسی طرح نفس لوامہ اپنی نیک تعلیموں سے نفس امارہ کی بدیوں کو مارتا رہتا ہے اسی کا نام نفس کشی ہے جو انسان نفس کشی اختیار کرتا ہے تو فوراً خدا کیطرف سے اسکو ایک نور حاصل ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے (اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰۗىِٕفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ) ترجمہ۔ بالتحقیق جو لوگ خدا ترس ہیں جب انکو شیطان کی طرف کا کوئی وسوسہ مس کرے تو وہ فوراً خدا کو یاد کرتے ہیں۔ پھر فوراً ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اسیطرح ہر نفس کشی سے انسان کو نور حاصل ہوتا ہے اور وہ ترقیات کرتا جاتا ہے اور اسکے اندر عجیب عجیب تغیرات پیدا ہوتے اور روحانی طاقتیں ظاہر ہوتی ہیں اور ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ اسکی باتیں اور اسکے افعال دوسروں سے علحدہ ہو جاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا) اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے تو وہ تمہارے واسطے فرقان بنا دیگا۔ اسی طرح قرآن مجید میں خداوند کریم ایک دوسرے مقام پر فرماتا ہے کہ ہم مردہ روحوں کو ایک پاک زندگی بخشتے ہیں۔

(فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً)

سوم نفس مطمئنہ ہے جو نفس امارہ کے بالکل نیست ہونے کے بعد پیدا ہوتا ہے جب انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے (لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ) اور وہ نفس مرضیہ بنجاتا ہے یعنی وہ خدا کو خوش کرنے والا اور خدا کیطرف سے خوش کیا گیا اسی مضمون کو جس کی تشریحات سے تمام قرآن مجید بھرا ہوا ہے نہایت مختصر الفاظ میں اسجگہ پر اسطرح بیان فرمایا گیا ہے کہ جب تم نفس کشی کرتے ہو اسوقت معاً اس نفس کشی سے ایک روایت یعنی نور حاصل کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ بہت سے عجیب عجیب انسانی کمالات اور قوی کو ظاہر کرنے والا ہے جو پہلے چھپے ہوئے تھے یعنی تمام انسانی کمالات خدا کے فضل سے ہی ظاہر ہوتے ہیں پس ہمنے حکم دیا کہ نفس امارہ کو نفس لوامہ سے مارو مثلاً حرص کو قناعت سے ظلم کو عدالت سے شہوت کو عفت سے شرارت کو نیکی سے بخل کو سخاوت سے سستی اعمال کو مستعدی سے سرکشی کو طاعت سے اسی طرح اللہ تعالیٰ مردہ روحوں کو زندہ کیا کرتا ہے اور تمکو اپنی آیات دکھلایا کرتا ہے تاکہ تم سمجھو۔ (ادارئتم) اسی مادہ سے ہے جس سے (دری) ہے اور قرآن مجید میں (كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ) یعنی ستارہ درخشندہ آیا ہے اور یہ بھی واضح رہے کہ لفظ موتی روحانی مردوں کے معنوں میں آیا ہے مثلاً ان آیات میں (اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى) (وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ) اس تمام مسئلہ کو ایک اور آیت میں بجائی طور پر خداوند کریم نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے۔

(اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا) کیا ایک شخص جو مردہ تھا پس ہم اسکو زندہ کیا یعنی اسکو ایک نور دیا جس کے ذریعے سے لوگوں کے درمیان چلتا پھرتا ہے وہ اس شخص کی مثل یا برابر ہو سکتا ہے جس کی مثال یہ ہے کہ اندھیروں میں گھرا ہوا ہے اور وہاں سے نکلنے والا نہیں پس جب ان آیات کے ظاہر طور پر ایسے معنی ہو سکتے ہیں جو تمام قرآنی محکمات کے مطابق ہوں جو زندہ صد افتراء ... اور روحانی ... اور ... علاج ... ضروری ہے کہ ... معانی ... کیے جاویں جو ظاہری الفاظ کے ... قرآنی ... خلاف

سنۃ اللہ کے خلاف - دین قیم سے خارج اور نیز خاص آیت زیر بحث کے الفاظ کے عین منشا و منافی ہوں جب بغیر تاویلات کے صاف صاف معنی ہو سکیں پھر کیا ضرورت ہے کہ ظاہر الفاظ اور قرآنی محکمات وعقل سلیم کے خلاف معنی تجویز کرکے اس میں تاویلات سے مصنوعی اطمینان کی پیدائش کی جاوے پس ثابت ہو گیا کہ یہ آیات بھی کسی خاص قوم یا کسی خاص زمانہ کی نسبت نہیں بلکہ زندہ صداقتوں کا بیان ہیں جن کے مشاہدات سے کوئی خدا پرست الگ کیا کوئی عام انسان بھی [illegible] ہوا ہیں۔

اب اگر کوئی شخص یہ دریافت کرے کہ اگر ایسے عقائد بالکل باطل ہیں اور مشرکانہ خیالات - تو ان آیات قرآنیہ کے صحیح معنی کیا ہیں۔

(انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ وابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتی باذن اللہ۔)

تو جواب اس کا یہ ہے چونکہ قرآن شریف کی یہ آیات باوار بلند پکار رہی ہیں کہ ان میں خدا [illegible] اشارات سے کام لیا ہے [illegible] ان آیات کے روحانی طور پر معنی ہیں آدمی کی جیسا اولیہ سے [illegible] آدمی مراد ہیں جنکو حضرت عیسیٰ نے ابا فیق بنایا گویا اپنی صحبت میں [illegible] کی صورت کا [illegible] پھر [illegible] روح [illegible] ہو [illegible] وہ [illegible] انسان بن گئے جیسا کہ حدیث میں بعض صحابہ کی نسبت آیا ہے مثلاً جعفر طیار - طین سے مراد [illegible] انسان ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے (خلقتنی من نار و خلقتہ من طین) اور خلق معنی تجویز ہے جیسا کہ سورۃ حشر میں آیا ہے

(ھو اللہ الخالق الباری المصور)

جیسا کہ معالم وغیرہ تفاسیر میں ہے (الخالق المقدر والمقلب الشی بالتدبیر الی غیرہ الباری المنشی للاعیان من العدم الی الوجود - المصور الممثل للمخلوقات بالعلامات التی یتمیز بعضہا عن بعض)

احیاء موتی سے مراد ہے بد سے نیک اور غافل سے خدا پرست بنانا - جیسا کہ قرآن مجید کے مقامات ذیل سے ثابت ہے۔

یا ایہا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم

سورۃ انفال میں اسی بیان پر مخاطبین سے سوال ہے کہ کیا وہ مومن مرستم ہوئے تھے جنکو بلا کر زندہ کیا جاتا تھا - نہیں بلکہ ان کا جسم تو مرا نہیں تھا بلکہ انکی روح شریعت حقہ کی عدم موجودگی سے مردہ ہو گئی تھی اور صرف شریعت کے احکام کو سننا اور انپر عملدرآمد کرنا - ان کی روحانی زندگی کا موجب تھا اور اس آیت سے یہ بھی ظاہر ہے کہ روحانی مردوں کا زندہ کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ادنیٰ سا معجزہ تھا - اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد فرمایا ہے

من عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مومن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ

جو کوئی اچھے عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو ہم ضرور ایک پاک حیات سے [illegible] کرینگے۔

اور ایسا ہی انجیل کے بعض مقامات سے معلوم ہوتا ہے - موت حیات کا ان معنوں کے لحاظ سے نہایت کثرت کے ساتھ توریت و انجیل میں محاورہ مستعمل ہوا ہے چنانچہ بالاستفسار چند آیات نقل کی جاتی ہیں جیسا کہ ادبار [illegible] میرے حکموں پر عمل کرو کہ جو کوئی ان پر عمل کرے تو وہ ان سے جیئے گا - [illegible] شروع [illegible] اگر کوئی شخص میرے کلام پر عمل کرے تو وہ ابد تک موت ہرگز نہ دیکھیگا - لوقا [illegible] انسان روٹی سے نہیں خدا کی بات سے جیتا ہے استثناء [illegible] تم ان سب راہوں پر جن کی بابت خداوند تمہارے خدا نے تمہیں فرمایا ہے چلے چلو تاکہ تم زندہ رہو استثنا [illegible] اور اپنے لڑکوں کو حکم دو کہ وہ نصیحت رکھ کے اس شریعت کی ساری باتوں پر عمل کریں کہ یہ ایسی [illegible] سے بے نفع نہیں بلکہ یہ تمہاری زندگانی ہے۔

اب اگر کوئی یہ سوال کرے کہ معنی مجازی کے لیے کوئی قرینہ صارفہ تو یہ موجود ہے اور سیاق و سباق میں بھی موجود ہے نیز کاف تمثیلیہ اور لفظ ہیئت جو تشبیہ کے اندر یہ دونوں لفظ موجود ہیں اور اسپر دال ہیں کہ [illegible] کے معنی تجویز کئے ہیں۔

اگر کوئی یہ سوال کرے کہ اچھا مولانا یہ جو معنی مجازی لیے جاتے ہیں آپ انکے لیے کونسا قرینہ صارفہ ہے تو ایک جواب اس کا یہ ہے کہ تعذر معنی حقیقی یہ بھی امارات و علامات مجاز سے ہے اور تعذر ظاہر ہے کئی وجوہ سے - ایک تو اس صورت میں جبکہ معنی حقیقی احیاء کے لیے جائیں تو تخلف وعدہ کا وقوع یا نقض کلام باری تعالیٰ لازم آتا ہے

ومن ورائہم برزخ الی یوم یبعثون

ثم انکم یوم القیمۃ تبعثون)

[illegible] بالعقل کلام باری [illegible] لازم آتا ہے - اور [illegible] سبحانہ لا نقض ہے - اور دوسری وجہ تعذر یہ ہے کہ اگر احیا حقیقی کسی بشر کو دیا جاوے تو لازم آئیگا کہ وہ بشر صفت احیاء میں جو خاصہ الوہیت ہے شریک ہے اور بشر کا شریک باری تعالیٰ ممتنع ہے اور ایسے معانی بیان کرنا ان آیات کے جو مخالفین کرتے ہیں اسکی صفات وحدانیت وتقدس کمال کے منافی ہیں - اور معجزہ کی حقیقت یہ ہے کہ ایک امر خارق عادت یا ایک امر خیال اور گمان سے باہر اور اسباب سے بڑھ کر اپنے رسول کی صداقت [illegible] کے لیے اور ان کے مخالفین کے عجز اور معاندین خیالات کی غرض سے اپنی ارادہ ظاہر ہو یا اس رسول کی دعا اور درخواست سے آپ ظاہر فرماتا ہے مگر ایسے طور پر جو اسکی صفت وحدانیت اور تقدس اور کمال کے منافی و متغائر نہ ہو اور کسی دوسرے کی اس میں [illegible] کا دخل نہ ہو - اب ہر ایک سمجھدار انسان بخوبی جان سکتا ہے کہ یہ [illegible] معجزہ کی صورت نہیں کہ خدا تعالیٰ کسی کو ہر ایک شخص کو اجازت اور [illegible] دیدے کہ مٹی کے پرندے بناکر ان میں پھونک مار کر وہ [illegible] پیدا کرلینگے اور ان پر [illegible] اور ہڈی اور خون اور تمام اعضا [illegible] کے بنا دینگے اور اسی طرح اعجاز مسیحی میں بھی کوئی اسکا وکیل ہے - اگر خدا تعالیٰ نے پرندوں کے پیدا کرنے میں اور احیاء موتی میں کسی کو اپنا وکیل مقرر کیا ہے تو اس صورت میں خدا تعالیٰ کی صفات مخصوصہ میں شریک ہونا لازم ہوگا - الغرض اعجاز کی صورت نہیں یہ تو خدائی میں حصہ دار بنانا ہے۔

بعض لوگ جو دانشمند ہیں شرک سے بچنے کے لیے یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ حضرت مسیح جو پرندے بناتے تھے وہ بہت دیر تک جیتے نہیں تھے تھوڑی دور تک پرواز کرکے گر جاتے تھے چنانچہ معالم میں صفحہ ۱۵۹ کہا ہے (قال وھب کان یطیر مادام الناس ینظرون الیہ فاذا غاب عن اعینہم سقط میتا لیتمیز فعل الخلق من فعل اللہ ولیعلم ان الکمال للہ عز وجل)

یہ عذر بالکل فضول ہے اور صرف اس حالت میں ماننے کے لائق ہے کہ جب یہ اعتقاد رکھا جاوے کہ ان پرندوں میں واقعی اور حقیقی حیات پیدا نہیں ہوتی تھی بلکہ صرف ظلی اور مجازی اور مصنوعی حیات

تھی جو عمل الترب کے ذریعہ سے پیدا ہو سکتی ہے - ایک تعدادی [illegible] بغیر نمودار ہو جاتی [illegible] اگر اتنی بات ہے تو ہم اسکو تسلیم کرتے ہیں ہمارے نزدیک ممکن ہے کہ عمل الترب کے ذریعہ سے پھونک کی ہوا میں وہ قوت پیدا ہو جائے جو اس دخان میں پیدا ہوتی ہے جس کی تحریک سے غبارہ اوپر کو چڑھتا ہے - صانع فطرت نے انسان میں بہت کچھ خواص مخفی رکھے ہیں ایک شریک صفات باری تعالیٰ ہونا ممکن نہیں اور کونسی صفت ہے جو غیر ممکن ہے - بلا شک یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے اعجازی طریق عمل الترب سے بطور لہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آ سکیں کیونکہ عمل الترب میں جسکو زمانہ حال میں مسمریزم کہتے ہیں ایسے ایسے عجائبات ہیں کہ اس میں کامل مشق رکھنے والے اپنی روح کی گرمی دوسری چیزوں پر ڈالکر ان کو زندہ چیز کی مانند موافق کر دکھاتے ہیں - انسان کی روح میں ایسی خاصیت ہے کہ وہ اپنی گرمی ایک جماد پر جو بالکل بیجان ہے ڈال سکتی ہے تب جماد سے وہ حرکات صادر ہوتی ہیں جو زندہ سے صادر ہوا کرتی ہیں

اس علم کے بعض مشق کرنے والوں کو دیکھا ہے کہ انھوں نے ایک لکڑی کی تپائی پر ہاتھ رکھکر ایسا اسے اپنی حیوانی روح سے گرم کیا کہ اس نے چار پایوں کی طرح حرکت شروع کر دی اور کتنے آدمی گھوڑے کی طرح اسپر سوار ہوئے اور اسکی تیزی و حرکت میں کچھ کمی نہیں ہوئی - سو یقینی طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ اگر ایک شخص اس فن میں کامل مہارت رکھنے والا ہو اور وہ مٹی کا ایک پرندہ بنا کر اسکو پرواز کرتا ہوا بھی دکھا دے تو کچھ بعید نہیں کیونکہ کچھ اندازہ نہیں کیا گیا کہ اس فن کے کمال کی کہاں تک انتہا ہے اور جبکہ ہم خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں کہ اس فن کے ذریعہ سے ایک جماد میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ جانوروں کی طرح چلنے پھرنے لگتا ہے تو پھر اگر اس میں پرواز بھی ہو تو کیا بعید ہے مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسا جانور جو مٹی یا لکڑی وغیرہ سے بنایا جاوے اور عمل الترب سے اپنی روح کی گرمی اسکو پہونچائی جائے وہ درحقیقت زندہ نہیں ہوتا بلکہ بدستور سابق بیجان اور جماد ہوتا ہے صرف عامل کی روح کی گرمی بارود کی طرح اسکو جنبش میں لاتی ہے [illegible] یاد رکھنا چاہیئے کہ سلب امراض یا اپنی روح کی گرمی جماد میں ڈالنا درحقیقت یہ سب عمل الترب کی شاخیں ہیں ہر ایک زمانہ میں ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں اور اب بھی ہیں جو اس روحانی عمل کے ذریعہ سے سلب امراض کرتے ہیں اور مفلوج مبروص مدقوق مجذوم وغیرہ ان کی توجہ سے اچھے

عیسائیوں کی کرتوت

اہل ہند کے لیے روزگار کا میدان

مخدومی مکرمی جناب اڈیٹر صاحب زاد سلمہ - ماہ جنوری میں بسبب کم فرصتی صرف آج ہی لکھنے کا موقع ملا، معاف فرماویں - آئندہ تمام مشرقی مقامات او نیز براعظم امریکہ سے مسلسل لکھتا رہوں گا - اور یکے بعد دیگرے تمام اہل مشرق کے عادات اور ارادات اور حالات مفصل طور سے قلم بند کر کے برائے آگاہی قوم دفتر پیسہ اخبار کو بھیجتا رہوں گا - اور انتہائی مشرق کے مسلمانوں کے حالات سے اہل قوم کو پوری واقفیت بہم پہونچاؤں گا - اس خط میں جزائر فلپائن کے تاریخی واقعات کا خلاصہ لکھنا چاہتا ہوں او آیندہ یہاں کی تجارت اور حکومت اور اہل سپین کی کاروائیوں کا مفصل ذکر کروں گا -

ان جزائر میں اہل ہسپانیہ نے تین سو برس سے زیادہ حکومت کی جنھیں سنہ ۱۸۹۸ء میں اہل امریکہ نے آکر سبکدوش کیا۔

سب سے پہلے اہل عرب نے ان جزائر کو دریافت کیا تھا جنھوں نے تمام باشندوں کو (جو جنگلی وحشی اور ننگے مادر زاد تھے) وحدانیت کا سبق پڑھایا - اور تمدن کا راستہ بتایا - وہ اپنا فرض اسقدر سمجھ کر واپس چلے گئے - اور اہل فلپائن کو آزادی کی حالت میں چھوڑ دیا - اس کے بعد کوئی سو برس پیچھے اہل سپین نے آکر جزائر کے شمال پر قبضہ کر لیا - اور باشندوں کو بزور شمشیر عیسائی بنانا شروع کیا - چنانچہ آخر کار یہ لوگ وحدانیت چھوڑ کر تثلیث کے پیرو بن گئے۔

لیکن جزیرہ مندناؤ جنمیں تا ہنوز دین اسلام جاری ہے - اور جو فلپائن کا جنوبی حصہ ہے ان سے تین سو برس میں فتح نہیں ہو سکا۔

وہاں تا ہنوز مسلمان رئیس (جنکو وافویا سلطان کہتے ہیں) حکمراں ہیں - تین سو برس کے عرصہ میں اہل ہسپانیہ نے جزیرہ مذکور کے صرف چند بندرگاہوں پر قبضہ کیا - اور بس - لیکن لڑائی ہمیشہ جاری رکھی - اور دوران جنگ میں جو مسلمان قیدی ان کے ہاتھ لگے - ان کے ساتھ وحشیانہ سلوک کیے - انکو شمالی فلپائن میں لاکر زبردستی عیسائی بناتے تھے - انکو سیدھے طور سے عیسائی بنانے میں اطمینان نہیں ہوتا تھا - جب تک کہ انکے منہ میں سور کا گوشت نہ ڈالتے تھے - غرضیکہ بہت لوگ سور کھانے سے انکار کر کے بندوق کا نشانہ بن گئے - معلوم نہیں سور کھلانے کا مسئلہ عیسائیوں نے کب سے سیکھا اور کہاں سے اخذ کیا ہے -

انگریز - جرمن - فرانس - روس وغیرہ اقوام کے کونسل یہاں موجود تھے - اور یہ سب کاروائیاں بچشمِ خود دیکھتے تھے - لیکن ہسپانیہ کو نہیں روکا۔

افسوس کہ وہ لوگ جو معمدان ملبار یہ اور مقدونیہ کی حمایت میں سرگرم ہیں - انھوں نے ان بیکسوں اور بے بسوں کو بالکل پس پشت ڈالدیا تھا -

اس عرصہ دراز میں جو جو وحشیانہ اور درندوں کی سی کاروائیاں عیسی کی خنزیر خور امت نے ان مظلوموں کے ساتھ کی ہیں - ان کے سننے سے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایک مسلمان کو یہ حالت لکھنے کی طاقت نہیں ہے۔

یہ ناقابل شنود وحشیانہ کاروائی سنہ ۱۸۹۸ء تک برابر جاری رہی - جبکہ امریکہ نے آکر اس بے تمیزی کے طوفان کو لکا را - سنہ ۱۸۹۸ء سے اضلاع متحدہ امریکہ کی حکومت ہے - جو انگریزی سلطنت کے مقابلہ میں بہت زیادہ ملائم ہے بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ غربا کے حق میں باعث رحمت الٰہی ہے

میں ایمانداری سے کہتا ہوں کہ اہل امریکہ سے بڑھ کر اور کوئی قوم غریبوں کی خیر خواہ نہیں ہے - یہاں کے قوانین غربا کی آسایش اور آرام کے واسطے بنائے گئے ہیں - یہاں پر ایک قلی کو اس قدر مزدوری ملتی ہے کہ ایک آدمی کی کمائی سے تمام کنبہ راحت سے زندگی بسر کرتا ہے - ہر ایک شخص جو امریکن سیٹزن ہے امریکہ میں سرکاری ملازمت حاصل کر سکتا ہے۔

یہاں پولیس کانسٹبل کو دو سو پچیس روپیہ ماہوار ملتا ہے اور فوجی سپاہی کو ۴۸ روپیہ ماہوار اور خوراک ملتی ہے - علاوہ ازیں ۱۰۰ روپیہ سالانہ کپڑوں کا الاؤنس ملتا ہے - اور تیس سال کے بعد تیس پونڈ یعنی چار سو چار روپیہ یکمشت انعام ملتا ہے - کلارک کو ۱۵۰ سو چالیس روپیہ ماہوار سے چار سو پچاس روپیہ ماہوار تک ملتا ہے - ہاں افسروں کی تنخواہ بہ نسبت انگریزی عہدہ داران کے کم ہے - یعنی کرنل کو سات سو روپیہ اور جنرل کو تیرہ یا چودہ سو روپیہ - اسی طرح گورنر فلپائن کو صرف پچہتر ہزار روپیہ سالانہ اور پریزیڈنٹ صاحب اضلاع متحدہ امریکہ کو ڈیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ ملتا ہے - غرضیکہ اس سلطنت میں نہایت اعتدال کے ساتھ غریبوں اور امیروں سے سلوک کیا جاتا ہے - بخلاف ہندوستان کے جہاں مزدور بیچارے دن میں تمام دن سڑکوں پر کام کرتے ہیں اور ۹ روپیہ ماہوار میں فوجی سپاہی کی حیثیت سے اپنی جان کو بوگولوں کے سامنے لے جاتے ہیں - گویہ سلطنت اہل ہند کے لیے ابر رحمت ہے - لیکن افسوس کہ وسیع براعظم ہند سے صرف پنجاب کے سکھ تارک الوطنی پر کمر باندھتے ہیں جو پہرہ دینے کے سوا اور کوئی کام نہیں جانتے - یہاں پر پنجاب کے سکھ اور مسلمان سب کے سب واچمین چوکیدار ہیں جنمیں ایک بھی صاحب ہنر و پیشہ نہیں ہے - امریکن لوگ افسوس کے ساتھ کہتے ہیں کہ ہم ہندوستانیوں کو کیا کام حوالہ کریں - کیونکہ وہ واچمین کے سوائے اور کچھ نہیں جانتے - ساٹھ سکھ اور مسلمان سرکاری واچمین ہیں - جنکو آٹھ آٹھ پونڈ ماہوار اور خوراک ملتی ہے - باقی سب کمپنیوں میں واچمین ہیں - جہاں انکو پانچ پونڈ سے لیکر آٹھ پونڈ تک تنخواہ ملتی ہے لیکن کھانا نہیں ملتا - یہاں پر قلی کو چھ روپیہ روزانہ مزدوری اور خوراک ملتی ہے - اگر رڑکی کالج کے سند یافتہ یا اور مکینکل انجینیرز اور معمار یہاں آجائیں - تو بے انتہا روپیہ کما سکتے ہیں - لیکن اہل ہند بھوک سے مرتے دیکھے گئے ہیں مگر سفر کے عازم نہیں - درزی اور لوہار اور نرکھان اور سنگ تراش یہاں بہت قدر کی نگاہ سے دیکھے جائیں گے - لیکن وطن کے مرید یہاں اتنے دلیر نہیں ہیں۔

ایک یورپین طرز کا حجامت جاننے والا حجام یہاں بیس روپیہ روزانہ کما سکتا ہے - کیونکہ یہاں دو روپیہ ایک حجامت کے دیے جاتے ہیں - ہندوستان میں پانچ روپیہ ماہوار کی نوکری ڈھونڈتے ڈھونڈتے عمر گذر جاتی ہے - لیکن سفر کی تکلیف نہیں اٹھاتے - اگر ہندوستان کے ہندو مہاجن جن کا کئی ارب اندوختہ روپیہ بالکل بیکار پڑا ہے - کمر ہمت باندھ کر اہل چین اور جاپان کے موافق غیر ممالک میں تجارت اور معاملات کرتے - تو بے انتہا روپیہ کماتے - اور ہندوستان کے نام کو عزت دیتے - اور لاکھوں ہندوستانی غریب اور بے کفاف ان کے سایہ میں پلتے اور ان کے لیے کام کرتے

کسی چینی یا جاپانی غریب کو ممالک غیر میں غیر اقوام کا دست نگر ہونا نہیں پڑتا - کیونکہ انکے ملک کے بڑے بڑے سوداگر ہر جگہ موجود ہیں جو اپنے اہل ملک غریبوں کو اپنے کاروبار میں لگا دیتے ہیں - ہر طرح سے ان پر اعتبار رکھتے ہیں - اور معقول تنخواہیں دیتے ہیں لیکن غریب ہندوستانی تارک الوطنوں کی کوئی قومی سوداگری کمپنی یا کارخانہ ممالک غیر میں نہ ہونے کے سبب یہ ہمیشہ اقوام غیر یعنی اہل چین - جاپان اور اہل یورپ کے دست نگر رہتے ہیں - اور انھیں ذلت کی زندگی بسر کرنی پڑتی ہے -

ہندوستان کے ہندو اور مسلمانوں سے نہ کوئی سوداگر باہر نکلنا چاہتا ہے - اور نہ صاحب ہنر و پیشہ - صرف پنجاب کے سکھ جو بجائے نیکنامی کے اپنے ملک کو اور بھی بدنام کرتے ہیں - کیونکہ واچمینی کے سوائے اور کوئی کام ان سے نہیں ہو سکتا - ہندوستان کے ۳۰ کروڑ باشندوں سے ایک صاحب ہنر بھی یہاں نہیں پہونچا - تمام ہندوستان سے ایک فیروزپور کا ہندو آیا ہے - جو نقشہ نویسی کا کام جانتا ہے - جسکو پندرہ پونڈ ماہوار اور خوراک ملتی ہے میں دنیا کی تمام اقوام کو جو ہندوستانیوں سے زیادہ متمول اور آسودہ ہیں دنیا کے راہِ طلب میں پو یاں اور دواں اور سرگرم دیکھکر نہایت متاسف ہوتا ہوں کہ اہل ہند با اینہمہ افلاس کیوں بے غم بیٹھے اور کیوں ذلت سے نفرت نہیں ہوتی - میں فی الحال اس مضمون کو ختم کرنا چاہتا ہوں - باقی پھر لکھوں گا - لیکن آخر میں واضح ہو کہ اگر کوئی ہندوستانی انجینیر یا دوسرا اعلی پیشہ والا شخص یہاں آنا چاہے - یا یہاں کے حالات دریافت کرنے منظور ہوں تو مجھ سے بواہ پیسہ اخبار خط و کتابت کر سکتا ہے -

الراقم آپ کا تابعدار ایک افغان -

روزانہ پیسہ اخبار

آریہ سماج اور مذہب اسلام پر حملے

حاجی محمد حبیبی خان صاحب رئیس وتاولی تحریر فرماتے ہیں کہ ۲۰ ردسمبر کو جو ایک انوٹیشن پوسٹ کارڈ سکرٹری آریہ سماج علیگڈھ کی جانب سے بواسطہ شرکت سالانہ جلسہ کے میرے پاس آیا - وہ بجنسہ اور نقل جواب جو میں نے دیا ہے شامل ملفوف ارسال خدمت ہے - ممکن ہے کہ آپ کے گرانمایہ اخبار کے مفید ہو - چونکہ حاجی صاحب کے جواب میں ایک بہت ضروری امر کا اظہار کیا گیا ہے اس لیے اسے بجنسہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے -

" بخدمت جناب سکرٹری صاحب آریہ سماج علیگڈھ - جنابمن آپ کا کارڈ دعوتی بوجہ شرکت سالانہ جلسہ آریہ سماج میرے پاس آیا - اس یادآوری کا شکریہ ادا کرتا ہوں - لیکن بوجوہات چند شرکت سے مجبور ہوں - اور ساتھ ہی اس کے آریہ سماج کے نیک مقاصد کے ساتھ بھی ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں ساتھ ہی اسکے یہ بھی میں اپنا فرض سمجھتا ہوں جو آپکو توجہ دلاؤں - کہ بالعموم آریہ سماجوں کی طرف سے مذہب اسلام پر سخت حملے کیے جاتے ہیں - یہ بعید بعید از اخلاق ہے ہر ایک مذہب والے کو چاہیے کہ وہ اپنے مذہب کی تعریف کر کے ترقی کرے - نہ کہ دوسرونکو مذہب کو برا کہے - اور میرے خیال میں کوئی مذہب کسی دوسرے کی توہین ہرگز گوارا نہیں کرتا ہے جس سے فریق خلاف کی دلشکنی مقصود ہو - بس ضرورت ہے کہ آپ لوگ اس اصلاح کی طرف خاص متوجہ ہوں - اور اس قلیل تحریر کو بہت کافی خیال فرمایا

میرے خیال میں آریہ سماج کے مذہب اسلام پر حملے کرنے سے سوائے آپس کی نزاع اور کشیدگی بڑھنے کے اور کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا - اسلیے اسوقت آریہ سماج کے لیڈروں کا فرض ہے کہ وہ اس سماج کے متنازعہ مسئلہ کا فیصلہ کر دیں کہ سوائے اپنی بہبودی کی کوشش کے دیگر مذاہب خصوصًا اسلام کی چھیڑ چھاڑ کو ترک کر دیا جائے ورنہ ان کے اس میلان کا نتیجہ ملک کے حق میں کسی طرح مفید نہیں ہو سکتا -

(روزانہ پیسہ)